قال اللہ تعالیٰ وقوموا للہ قانتین قد افلح المؤمنون الذین ہم فی صلوٰتہم خاشعون

الحمد للہ کہ ترجمہ رسالہ مفیدہ و عجالہ عجیبہ مسمیٰ بہ

# کشف الرین عن مسئلۂ رفع الیدین



حسب فرمائش جناب مستطاب مولوی محمد خان صاحب ابن مولوی عبد القادر مرحوم ساکن

در مطبع ... واقع محلہ ... مولوی عبد القادر طبع

یا رب صل وسلم دائما ابدا علی نبیک خیر الخلق کلہم

حسبی اللہ ونعم الوکیل نعم المولی ونعم النصیر قال

المصنف الحمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد الحمد والصلوة عرض کرتا ہے خادم الطلبا محمد بن مولانا مولوی عبد القادر مرحوم لودیانوی
کہ حسب ایماء اسند الفقہاء والمحدثین مولانا الحافظ الحاج الشہیر بالمولوی احمد علی السہارنپوری
کے ترجمہ رسالہ کشف الرین عن مسئلہ رفع الیدین کا مع تردید اعتراضات تنویر العینین
کے اس خاکسار نے واسطے رفع شکوک عوام کی کیا حسبی اللہ ونعم الوکیل نعم المولی
ونعم النصیر قال المصنف الحمد للہ وحدہ والصلوة والسلام علی من لا نبی بعدہ
وعلی آلہ وصحبہ من بعدہ وبعد فیقول الفقیر الی رحمة ربہ الغنی محمد ہاشم بن عبد الغفور
بن عبد الرحمن السندی عاملہما اللہ بلطفہ الخفی انی قد سئلت عن مسئلة رفع الایدی
فی حالة الرکوع وفی حالة الرفع منہ انہ ہل ورد فی النہی عن ذلک
حدیث او احادیث ام لا وان کانت الاحادیث ہل ہی ثابتة صحیحة

قبولہ صحیحۃ امر لا جمعت هذه الرسالة المشتملة على جواب السوال

المذکور وسمیتها **بکشف الرین عن مسئلۃ رفع الیدین**

شرعت فیها فی الخامس عشر من شهر جمادی الاخری من

سنة الف ومائة وتسع واربعین هجریة على صاحبها

افضل الصلوٰة واشرف السلام واکمل التحیة فما ینبغی

ان یعلم ان الاحادیث ثابتة فی کلی الطرفین اعنی فی اثبات

رفع الیدین حالة الرکوع وحالة رفع الراس منه و

فی نفی الرفع فی الحالتین المذکورتین فنتکلم على جانب

النفی فی فصلین **اقول وباللہ التوفیق**

یعنے بعد حمد وصلوٰۃ کے عرض کرتا ہے مسکین محمد ہاشم سندھی

پوچھا گیا میرے سے یہ مسئلہ کہ رفع یدین نکرنے کے واسطے

ہووے حدیث صحیح مقبول لائق عمل وارد ہے یا نہیں

پس شروع کیا مینے یہ رسالہ جسمین یادہ سواونچا ہو بیچ

جواب سوال مذکور کے اور نام اوس کا کشف الرین عن

مسئلہ رفع الیدین رکھا گیا جاننا چاہیے کہ احادیث بابنین

دونوں وارد ہیں بیان کرتے ہیں ہم اول دلائل عدم رفع

کے دو فصلوں مین **قال الفصل الاول**

فی بیان سرد الاحادیث والآثار الواردة فی نفی الرفع

فی الحالتین المذکورتین فقد ثبت فیه احادیث

وآثار **اما الاحادیث** فمنها حدیث ابن

مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنه اخرجه ابو داؤد والترمذی

والنسائی وابن ابی شیبة والدارقطنی والطحاوی واصحاب مسانید
الامام ابی حنیفة وغیرهم **اما ابوداؤد** فلفظه هکذا حدثنا
عثمان بن ابی شیبة نا وکیع عن سفیان عن عاصم یعنی ابن کلیب عن
عبدالرحمن بن الاسود عن علقمة قال قال عبدالله ابن مسعود
رضی الله تعالی عنه الا اصلی بکم صلوة رسول الله صلی الله علیه
وسلم قال فصلی فلم یرفع یدیه الا مرة واحدة حدثنا الحسن
بن علی نا معاویة وخالد بن عمرو بن سعید وابوحذیفة قالوا
نا سفیان باسناده بهذا قال فرفع یدیه فی اول مرة وقال بعضهم
مرة واحدة یعنی کہا عبداللہ بن مسعود نی کیا نہ پڑہاؤن مین تمکو نماز رسولخدا صلی اللہ
علیہ وسلم کی پھر نماز پڑہی پس نہ اوٹہائے دونو ہاتہہ مگر ایک دفعہ روایت کیا اسکو ابوداود
نے **واما الترمذی** فلفظه ثنا هناد نا وکیع عن سفیان عن
عاصم بن کلیب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمة قال
قال عبدالله بن مسعود الا اصلی بکم صلوة رسول الله
صلی الله علیه وسلم فصلی فلم یرفع یدیه الا فی اول مرة ثم قال
الترمذی وفی الباب عن البراء بن عازب وحدیث ابن مسعود
حدیث حسن وبه یقول غیر واحد من اهل العلم من اصحاب النبی
صلی الله علیه وسلم والتابعین وهو قول سفیان واهل
الکوفة یعنی کہا عبداللہ بن مسعود نی کیا نہ پڑہاؤن مین تمکو نماز رسول اللہ صلعم کی پھر نماز پڑہی پس نہ
اوٹہائی دونو ہاتہہ مگر بیچ شروع نماز کی روایت کیا اسکو ترمذی نی اور کہا ترمذی نی کہ اس باب مین براء بن عازب
سی بہی روایت ہی اور عمل کیا اسپر بہت اہل علم نے اصحاب اور تابعین سی **واما النسائی** فلفظه
نا محمود بن غیلان المروزی نا وکیع نا سفیان عن عاصم بن کلیب

كليب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمة عن عبد الله انه
قال الا اصلي بكم صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم
فصلى ولم يرفع يديه الا مرة واحدة يعني كہا عبد اللہ بن مسعود رضی نے کیا نہ پڑہاؤن
مین تمکو نماز رسول خدا صلعم کی پہر پڑہے نماز اور رفع یدین نکیا مگر ایک دفعہ روایت کیا اسکو نسائی نے
واما ابو بکر بن ابی شیبة فلفظه فی مصنفه هكذا ثنا وكيع عن
سفيان عن عاصم بن كليب عن عبد الرحمن بن الاسود عن
علقمة عن عبد الله قال الا اريكم صلوة رسول الله صلى الله
عليه وسلم فلم يرفع يديه الا مرة يعني كہا عبد اللہ بن مسعود نے کہ نماز
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مین تمکو دکہاتا ہون پس پڑہی نماز اور رفع یدین نکیا مگر ایک دفعہ
اما الدارقطني فلفظه هكذا ثنا ابو عثمان سعيد بن محمد بن
احمد الحناط وعبد الوهاب بن عيسى بن ابي حية قال
نا اسحق بن ابي اسرائيل نا محمد بن جابر عن حماد عن ابراهيم
عن علقمة عن عبد الله قال صليت مع النبي صلى الله عليه و
سلم ومع ابي بكر وعمر رضي الله تعالى عنهما فلم يرفعوا
ايديهم الا عند تكبيرة الاولى في افتتاح الصلوة يعنے کہا عبد اللہ
بن مسعود نے کہ نماز پڑہی مینے ساتہہ رسول خدا کی اور ابو بکر اور عمر رض کی پس نہین رفع یدین
کیا انہون نے سوای تکبیر تحریمہ کی روایت کیا اسکو دارقطنی نے واما الطحاوی
فاخرجه فی شرح معانی الاثار ولفظه ثنا ابن ابی داؤد ثنا نعیم
بن حماد ثنا وكيع عن سفيان عن عاصم بن كليب عن عبد الرحمن
بن الاسود عن علقمة عن عبد الله عن النبي صلى الله عليه
وسلم انه كان يرفع يديه في اول تكبيرة ثم لا يعود يعني نہين

رفع یدین کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے تکبیر تحریمہ کے حدثنا محمد بن
نعمان ثنا یحیی بن یحیی ثنا وکیع عن سفیان یذکر باسنادہ مثلہ
ثنا ابو بکرۃ ثنا مومل ثنا سفیان عن المغیرۃ قال قلت
لابراہیم حدیث وائل انہ رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدیہ
اذا افتتح الصلوۃ واذا رکع واذا رفع راسہ من الرکوع فقال ان وائل
راٰہ مرۃ یفعل ذلک فقد راٰہ عبد اللہ خمسین مرۃ لا یفعل
ذلک ثنا احمد بن داؤد ثنا مسدد ثنا خالد بن عبد اللہ ثنا حصین
عن عمرو بن مرۃ قال دخلت مسجد حضرموت فاذا علقمۃ بن
وائل یحدث عن ابیہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان
یرفع یدیہ قبل الرکوع وبعدہ فذکرت ذلک لابراہیم فغضب وقال راٰہ ھو ولم
یرہ ابن مسعود ولا اصحابہ یعنی کہا مغیرہ نے کہ بیان کی میں ابراہیم سے حدیث وائل کی یعنی
دیکھا وائل نے آنحضرت کو رفع یدین کرتے رکوع میں کہا ابراہیم نے اگر دیکھا وائل رض نے
ایک دفعہ رفع یدین کرتے آنحضرت کو اور دیکھا عبد اللہ بن مسعود رض نے پچاس دفعہ
نہ رفع یدین کرتے آنحضرت کو اور کہا عمرو بن مرہ نے کہ بیان کی میں نے حدیث وائل رض کے
ابراہیم سے تو خشمناک ہو کر کہا ابراہیم نے کہ دیکھا اس امر کو وائل نے اور نہ دیکھا
عبد اللہ بن مسعود رض نے روایت کیا ان احادیث کو طحاوی نے شرح معانی آثار میں
وآما اصحاب مسانید الامام ابی حنیفۃ فاخرجوہ عن ابی حنیفۃ ولفظہ قال
ابو حنیفۃ ثنا حماد عن ابراہیم عن علقمۃ والاسود عن عبد اللہ بن مسعود
ان النبی ؐ کان لا یرفع یدیہ الا عند افتتاح الصلوۃ ثم لا یعود شیء من ذلک
وکذلک رواہ غیرہم من المحدثین فی تصانیفہم ومسانیدہم
ومعاجیمہم یعنی آنحضرت ؐ نے رفع یدین نہیں کیا سوا تکبیر تحریمہ کے رو ایک

روایت کیا اس حدیث کو امام اعظم رح نے اسیطرح روایت کیا آ
حدیث کو باقی محدثین نے اپنی تصانیف میں قولہ واسانید
حدیث ابن مسعود بعضها جید صحیح علی شرط
البخاری و مسلم و بعضها حسن والحسن مما یجوز
الاحتجاج به و صحح حدیث ابن مسعود حدیث
ابن مسعود نظرا الی بعض اسانیده الحافظ بن
حزم والدارقطنی وابن القطان وغیرهم
ووافقهم علی ذلک التصحیح الحافظ بن
حجر فی تلخیصه علی تخریج الهدایة للزیلعی
قلت فمن اسانیده الصحیحة سند ابی بکر
بن ابی شیبة فان فیه خمسة رواة سوی ابن
مسعود وهم وکیع وسفیان وعاصم بن کلیب
وعبد الرحمن بن الاسود وعلقمة اقول
وبالله التوفیق یعنی بعض سندیں اس حدیث کے
اوپر شرط بخاری اور مسلم کے ہیں اور سند ابوبکر ابن ابی
شیبہ کے جو استاد ہے بخاری اور مسلم کا صحیح ہی کیونکہ
اوسکی اسناد میں عبداللہ بن مسعود اور پانچوں راوی معتبر
ہیں چنانچہ ہر ایک کا ثقہ ہونا کتب احادیث سے بیان کیا
جاتا ہے قوله فاما الاول فقال الحافظ بن حجر
فی تهذیب التهذیب ان وکیع بن الجراح بن ملیح
الرواسی الکوفی کنیته ابو سفیان الرواسی عن ابیه

و اسمعیل بن خالد و ایمن بن نابل و ابن عون وخلق کثیر
وروی عنہ ابناءہ سفیان و ملیح و عبید و شیخہ سفیان
الثوری و ابنا ابی شیبۃ و ابو خیثمۃ و الحمیدی قال
عبد اللہ بن احمد بن حنبل عن ابیہ ما رایت اوعی للعلم
من وکیع و لا احفظ منہ قال و سمعت ابی
یقول کان وکیع حافظا قال احمد بن سہل بن بحر
عن احمد کان وکیع امام المسلمین فی وقتہ و عن ابن معین ما
رایت افضل من وکیع قیل لہ و لا ابن المبارک قال قد کان
لہ فضل و لکن ما رایت افضل من وکیع کان یستقبل القبلۃ
و یحفظ الحدیث و یقوم اللیل و یسرد الصوم و یفتی بقول
ابی حنیفۃ انتہی و قال فی تذکرۃ القاری اجل رجال البخاری
وکیع من تابع التابعین بالکوفۃ قال فی شانہ حماد بن زید لو
شئت لقلت وکیع ارجح من سفیان و قال احمد ہو احب
الی من یحیی بن سعید و ہو ثقۃ حافظ عابد من کبار التاسعۃ
احد الاعلام انتہی و قد اخرج لہ اصحاب الکتب الستۃ کلہم
اقول و باللہ التوفیق یعنی نقل کیا ابن حجر عسقلانی نے بیچ تہذیب التہذیب کے
کہ کہا امام احمد رح نے کہ نہیں دیکھا میں نے کوئی ذی علم اور صاحب حافظہ بہتر وکیع سے اور تھا
امام اپنے وقت کا اور کہا ابن معین نے کہ نہیں دیکھا میں نے کوئی شخص افضل وکیع سے و بقبلہ ہو کے
حدیث یاد کیا کرتے شب بیدار اور صائم الدہر رہتے اور امام اعظم رح کے قول سے فتوی دیتے
اور لکھا بیچ تذکرۃ القاری میں کہ امام بخاری کی راویوں میں وکیع رح بڑہ کر ہے سب صحاح ستہ والوں کی
تخریج کرتی ہیں لہا اور اما الثانی فقال فی تذکرۃ القاری سفیان بن سعید بن مسروق الثوری الکوفی

امام المسلمین وحجۃ اللہ علی خلقہ یفوق فضائلہ الاحصاء وتعجز العادین جمع فی
زمنہ بین فقہ والاجتہاد فیہ والحدیث والزہد والعبادۃ
والورع والثقۃ والیہ المنتہی فی علم الحدیث وغیرہ من
العلوم وھو احد الائمۃ المجتہدین واحد اقطاب الاسلام
وارکان الدین الامام الکبیر احد اصحب المذاہب الستۃ
المتبوعۃ المتفق علی جلالۃ قدرہ وکثرۃ علومہ وصلابۃ
دینہ وتوثیقہ وامانتہ وھو من تابعی التابعین وقال ابوعاصم
سفیان امیر المؤمنین فی الحدیث قال ابن المبارک کتبت عن الف
ومائۃ وماکتبت عن افضل من سفیان قال ابن معین کل من
خالف الثوری فالقول قول الثوری وقال ابن عیینۃ انا من غلمان
الثوری وکان وھیب یقدم سفیان فی الحفظ علی مالک وھو من
رؤس الطبقۃ السابعۃ انتہی وقد اخرج لہ اصحب الکتب الستۃ
ایضا کلھم **اقول وباللہ التوفیق** یعنی لکھا ہی تذکرۃ ...
کہ سفیان ثوری امام المسلمین تھی بڑہ کر ہین فضائل اونکی شمار سی اور وہ قطب اور رکن تھی دین کی ...
ابو عاصم نے کہ سفیان سردار ہی اہل اسلام کا علم حدیث مین اور کہا ابن معین نے کہ اختلاف ... قول سفیان
ثوری کا معتبر سمجھنا چاہیے اور کہا ابن عیینہ نی کہ مین سفیان ثوری کے غلامون سی ہون اور وہیب
سفیان ثوری کو امام مالک پر حفظ مین ... صحاح ستہ والے بھی اونسی روایت کرتی ہین **قال واما
الثالث** فقد قال فی تذکرۃ القاری عاصم بن کلیب بن شہاب
بن المجنون الجرمی صدوق وثقہ یحیی بن معین والنسائی روی لہ
مسلم واصحب السنن الاربعۃ وعلق لہ البخاری **اقول وباللہ
التوفیق** یعنی لکھا ہی تذکرۃ القاری مین کہ عاصم بن کلیب کو ثقہ کہا ہی یحیی بن معین ...

اور روایت کیا اوس سے مسلم اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور تعلیقاً روایت کیا بخاری نے بھی قال واما الرابع فقد قال في تذكرة القاري عبد الرحمن بن الاسود بن يزيد ابن قيس النخعي ابو حفص الكوفي التابعي من خيارهم يصلي كل يوم سبع مائة ركعة وكان يصلي الفجر والعشاء بوضوء وصار من العبادة عظما وجلداً ثقة من الثالثة انتهى وقال الحافظ في تهذيب التهذيب عبد الرحمن بن الاسود النخعي سمع عم ابيه علقمة بن قيس وعنه عاصم ابن كليب وغيره وثقه ابن معين والنسائي والعجلي وابن خراش وابن حبان انتهى وقد خرج له اصحاب الكتب الستة اقول وبالله التوفيق یعنی لکھا ہی تذکرۃ القاری میں کہ عبد الرحمن ابن اسود تابعین میں سے تھا پڑھا کرتا تھا ہر روز سات سو رکعت اور پڑھتا تھا نماز فجر اور عشا کو ایک وضو سے اور کہا ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں کہ کہا ابن معین اور نسائی اور عجلی اور ابن خراش اور ابن حبان نے کہ عبد الرحمن ثقات میں سے ہے اور روایت کیا انسے بھی صحاح ستہ والوں نے قال واما الخامس فقد قال في تذكرة القاري علقمة بن قيس بن عبد الله النخعي الكوفي عم والد ابرهيم النخعي سمع ابن مسعود وغيره اتفق على جلالته وقال ابرهيم النخعي كان علقمة يشبه عبد الله بن مسعود وقال ابو اسحق كان علقمة من الربانيين وقال ابو قيس رايت ابرهيم اخذا بركاب علقمة ثقة ثبت فقيه عابد روى له الجماعة الا ابن ماجة وهو من الطبقة الثانية انتهى اقول وبالله التوفيق یعنی لکھا ہے تذکرۃ القاری میں کہ علقمہ عم ہی ابراہیم نخعی کے باپ کا کہا ابراہیم نے کہ علقمہ عبد اللہ بن مسعود جیسا تھا اور کہا ابو اسحاق نے کہ تھا علقمہ اللہ والوں میں سے روایت کیا اس سے صحاح ستہ

**قال** فصحّ السند المذكور على شرط الشيخين وكذلك سند
ابي داؤد صحيح على شرط الشيخين ايضاً لانه زاد على سند ابن
ابي شيبة رجل واحد وهو عثمان بن ابي شيبة وهو قد
اخرج له اصحب الكتب الستة سوى الترمذي وكذلك سند
الترمذي صحيح على شرط مسلم فانه لم يزد على سند ابن ابي شيبة
الا رجل واحد هو هناد بن السري وهو قد اخرج له مسلم واصحاب
السنن الاربعة وكذلك سند النسائي صحيح على شرط الشيخين
لانه لم يزد على سند ابن ابي شيبة الا محمود بن غيلان وهو قد
روى له اصحاب الكتب الستة سوى ابن داؤد وكذلك سند
الامام ابي حنيفة في حديث ابن مسعود رجاله ثقات على شرط
الشيخين الا حماد بن ابي سليمان فانه لم يخرج له البخاري في صحيحه
شيئاً وانما روى له مسلم واصحاب السنن الاربعة فصح سنده على
شرط مسلم وسياتي الكلام بعد هذا على ما روى عن الامام ابي حنيفة
نصاً في توثيق رجال حديث ابن مسعود رضي الله تعالى عنه **اقول**
**وبالله التوفيق** یعنے جب معلوم ہو چکا کہ رُواۃ سند مذکورہ کے ایسی معتبر ہیں کہ امام بخاری اور امام
مسلم وغیرہ اونسے روایت کرتے ہیں پس صحت اس حدیث کی برابر اوس حدیث کی ہی کہ جو صحیح بخاری اور صحیح
مسلم دونوں میں پائی جاوے اور سند ابو داؤد کی بھی اسی درجہ کی ہے کیونکہ اسمیں صرف عثمان زیادہ ہی ہوا اوس سے
ہی بہت صحاح ستہ والی سوا ابن ماجہ کی روایت کرتے ہیں اور سند ترمذی کی اوپر شرط مسلم کی ہی کیونکہ
اسمیں ہناد زائد ہی ہوا اوس سے امام مسلم اور باقی ابو داود وغیرہ سوا امام بخاری کے سب روایت کرتے ہیں
اور سند نسائی ہی برابر ہی حدیث صحیحین کے کیونکہ اوسمیں صرف محمود زائد ہی ہوا اوس سے سب صحاح ستہ والے
روایت کرتے ہیں اور اسیطرح سند امام اعظم رح کی ہی بڑی معتبر ہی کیونکہ سب رُواۃ اوسکی بخاری اور مسلم میں

موجود ہین مگر ایک حماد جو اوس سے امام بخاری نے کوئی حدیث صحیح بخاری مین روایت نہین کی پس صحت اس حدیث کی مثل حدیث مسلم کی ہے اور باقی تحقیق سند امام اعظم رح کی شتابی بیان کیجاویگی انشاء اللہ تعالیٰ

واذا سمعت هذا **فاقول وبالله التوفيق** وان ما ذكره صاحب التنوير من تضعيف ابي داؤد وغيره غير صحيح بل ما نقل من قول البخاري في اخره اعني لا اسانيده اي عدم الرفع اصح من اسانيد الرفع يهدم مادة الشبهة من اصله لان محصول كلام البخاري ان حديث الرفع وعدمه متساوية الاقدام في الصحة فظهر من كلام من هو بصدد تضعيفه تصحيحه وهو من امارات الحق لان الحق يعلو ولا يعلى عليه والله اعلم وعلمه اتم

**قال** ومنها حديث البراء بن عازب رضي الله تعالى عنه اخرجه عبد الرزاق واحمد وابوداؤد وابن ابي شيبة والطحاوي والدارقطني وغيرهم **اما عبد الرزاق** فاخرجه في جامعه ولفظه هكذا عبد الرزاق عن ابن عيينة عن يزيد عن عبد الرحمن عن ابي ليلى عن البراء بن عازب قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا كبر رفع يديه حتى ترى ابهاميه قريبا من اذنيه ثم لا يعود فيه في تلك الصلوة يعنے کہا براء ابن عازب نے کہ تہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تکبیر تحریمہ کے وقت پہر رفع یدین نہین کرتے تہی اخیر نماز تک روایت کیا اسکو عبد الرزاق نے

**واما احمد** فاخرجه في مسنده ولفظه **هكذا** ثنا هشيم عن يزيد بن ابي زياد عن عبد الرحمن بن ابي ليلى عن البراء بن عازب قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا كبر رفع يديه حتى ترى ابهاميه قربها من اذنيه ثم لا يعود في تلك الصلوة

یعنے کہا براء بن عازب نے کہ تہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تکبیر تحریمہ مین اور نکرتے بعد اوسکے
روایت کیا اسکو امام احمد رح نے **واما داؤد** فلفظہ ثنا محمد بن
الصبّاح البزار نا شریک عن یزید بن ابي زیاد عن عبد الرحمن
بن ابي لیلی عن البراء ان رسول الله صلی الله علیه وسلم
کان اذا افتتح الصّلوة فرفع یدیه الی قریب من اذنیه ثم لا یعود
یعنے کہا براء نے کہ ابتدای نماز مین رفع یدین کرتے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پہر نکرتے روایت کیا اسکو ابو داود نے
ثنا حسین بن عبد الرحمن نا وکیع عن ابن ابي لیلی عن اخیه عیسے
عن الحکم عن عبد الرحمن بن ابي لیلی عن البراء بن
عازب قال رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم یرفع یدیه حین
افتتح الصّلوة ثم لم یرفعهما حتی انصرف یعنے کہا براء نے کہ دیکہا مینے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کو رفع یدین کرتے وقت شروع کرنے نماز کے پہر رفع یدین نکیا آپنے فارغ ہونے تک روایت کیا
اسکو ابو داود نے **واما ابو بکر ابن ابي شیبة**
فلفظہ هکذا ثنا وکیع عن ابن ابي لیلی عن الحکم وعیسے
عن عبد الرحمن بن ابي لیلی عن البراء بن عازب ان النبيّ صلی
الله علیه وسلم کان اذا افتتح الصّلوة رفع یدیه ثم لا یرفعهما
حتی یفرغ یعنے کہا براء نے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم شروع نماز مین رفع یدین کرتے پہر فارغ ہونے تک نکرتے روایت کیا
اسکو ابو بکر نے **واما الطحاوي** فاخرجه في شرح معاني
الآثار ولفظہ هکذا ثنا ابو بکرة ثنا سفیان ثنا یزید
بن ابي زیاد عن ابن ابي لیلی عن البراء بن عازب قال کان
النبيّ صلی الله علیه وسلم اذا کبر لافتتاح الصّلوة رفع یدیه
حتی یکون ابهاماه قریبا من شحمتي اذنیه ثم لا یعود

یعنے نبی آنحضرت رفع یدین کرتے وقت تکبیر تحریمہ کی اور نکرتے بعد اوسکے روایت کیا اسکو طحاوی نے
ثنا ابن ابی داؤد ثنا عمرو بن عون نا خالد عن ابن ابی لیلی
عن عیسی بن عبد الرحمن عن ابیه عن البراء عن النبی صلی
الله علیه وسلم مثله ثنا محمد بن النعمان ثنا یحیی بن یحیی ثنا
وکیع عن ابن ابی لیلی عن اخیه عن الحکم عن ابن ابی لیلی
عن البراء عن النبی صلی الله علیه وسلم مثله واما الدار
قطنی فلفظه ثنا احمد بن علی بن علاء ثنا ابو الاشعث ثنا محمد
بن بکر ثنا شعبة عن یزید بن ابی زیاد قال سمعت ابن ابی لیلی یقول
سمعت البراء فی هذا المجلس یحدث قوما فیهم کعب بن عجرة
قال رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم حین افتتح الصلوة یرفع
یدیه فی اول تکبیرة یعنے رفع یدین کیا آنحضرت نے وقت تحریمہ کے ثنا یحیی بن محمد بن
صاعد ثنا محمد بن سلیمان لوین ثنا اسمعیل بن زکریا ثنا یزید بن
ابی زیاد عن عبد الرحمن بن ابی لیلی عن البراء انه رای رسول الله
صلی الله علیه وسلم حین افتتح الصلوة رفع یدیه حتی حاذی بهما
اذنیه ثم لا یعود الی شیء من ذلک حتی فرغ من صلوته یعنی دیکھا براء نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ رفع یدین کیا ابتدای نماز مین پھر نکیا فارغ ہونی تک ثنا ابن صاعد
ثنا لوین اسمعیل بن زکریا عن یزید یعنی ابن ابی زیاد عن
عدی بن ثابت عن البراء بن عازب مثله ثنا ابو بکر الادمی احمد بن
اسمعیل نا عبد الله بن محمد بن ایوب المخرمی نا علی بن عاصم
نا محمد بن ابی لیلی عن یزید بن ابی زیاد عن عبد الرحمن ابن
ابی لیلی عن البراء بن عازب قال رایت رسول الله صلی الله

علیہ وسلم حین قام الی الصلوۃ وکبر ورفع یدیہ حتی ساوی
بہما اذنیہ ثم لم یعد وکذلک روی حدیث البراء غیرہم من
المحدثین فی کتبہم ومسانیدہم یعنی دیکھا براء بن عازب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو
یدین کرتے جسوقت کہ کہڑی ہوتی آپ واسطے نماز کی پہر نکیا روایت کیا ان چاروں کو دارمی نے اور اسیطرح
واسانید حدیث البراء رضی اللہ تعالی عنہ بعضہا جید صحیح
علی شرط الشیخین واحدہما حسن ثم اسانیدہ الصحیحۃ سند
عبد الرزاق فان فیہ ثلثۃ رواۃ سوی الطحاوی وہم ابن عیینۃ
ویزید وعبد الرحمن **اقول وباللہ التوفیق** اور سندیں
اس حدیث کی بعض اوپر شرط بخاری اور مسلم کی ہیں اور بعض صرف بخاری یا مسلم کی شرط پر ہیں اور سند عبد الرزاق
کی اوپر شرط شیخین کے ہی کیونکہ تینوں راوی اوسکی رواۃ شیخین کے ہیں **قال فاما الاول**
فقد قال فی تذکرۃ القاری سفیان بن عیینۃ بن ابی عمران
الہلالی الکوفی ثم المکی احد الاعلام الحافظ الفقیہ الحجۃ امام
جلیل فی الحدیث والفقہ والفتوی ثقۃ من رؤس
الطبقۃ الثامنۃ انتہی وقال الحافظ فی التقریب ثقۃ حافظ
فقیہ امام حجۃ انتہی وقد اخرج لہ اصحاب الکتب الستۃ
**اقول وباللہ التوفیق** یعنی لکہا ہی تذکرۃ القاری میں کہ سفیان بن عیینہ
ایک عالم تہا علمای مشہورین سے اور امام جلیل القدر تہا علم حدیث اور فقہ میں اور کہا صاحب تقریب نے ثقہ حافظ
فقیہ امام حجۃ اور روایت کرتے ہیں انسی سب صحاح ستہ والے **قال واما الثانی**
وہو یزید بن ابی زیاد الہاشمی مولاہم الکوفی فہو مختلف
فیہ وقد علق لہ البخاری واخرج من الحفاظ حدیثہ مسلم
واصحاب السنن الاربعۃ وسیاتی الکلام علی ذکر اسماء من



روی عنہ ...

ذكر توثيقه وتعديله نقلاً عن العيني شارح البخاري
اقول وبالله التوفيق یعنے ابن ابی لیلیٰ زیادتی روایت کرتے ہیں سیجاح ستہ
اور آگے بیان کیجاوے گی باقی تحقیق اونکے قال واما الثالث
فقد قال في تذكرة القاري عبد الرحمن ابن ابي ليلى الانصاري
المدني الكوفي التابعي ادرك مائة وعشرين صحابيا انتهى
وقال الحافظ في تهذيب التهذيب قال ابن معين هو ثقة وقال
العجلي تابعي ثقة انتهى وقال في التقريب ثقة من الثانية انتهى
وروى له اصحاب الكتب الستة فصح سند حديث البراء من
طريق عبد الرزاق على شرط الشيخين البخاري والمسلم اقول
وبالله التوفيق یعنے تذکرۃ القاری میں لکھا ہے کہ عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ انصاری
ملاقات کی انہوں نے ایکسو بیس صحابہ کی اور کہا ابن حجر عسقلانی نے کہ عبد الرحمن ثقات اور تابعین
میں سے تھے اور روایت کرتے ہیں انسے سب صحاح ستہ والے وقس علیہ البواقی اور رد اعتراضات مخالفین کا فصل
قال ومنها حديث جابر بن سمرة رضي الله تعالى عنه المروي في
صحيح مسلم ولفظه قال جابر خرج علينا رسول الله صلى الله عليه
وسلم فقال مالي اراكم رافعي ايديكم كانها اذناب خيل شمس
اسكنوا في الصلوة واعترض البخاري على الاستدلال بهذا الحديث
بان هذا الرفع كان في التشهد لان عبد الله بن القبطية قال جابر
بن سمرة يقول كنا اذا صلينا خلف النبي صلى الله عليه وسلم
قلنا السلام عليكم واشار بيده الى الجانبين فقال ما لهؤلاء يؤمون
بايديهم كانها اذناب خيل شمس انما يكفي احدكم ان يضع يده
على فخذه ثم يسلم على اخيه من عن يمينه ومن عن شماله الحديث

بان الظاهر انهما حديثان كما قال الملا علي قاري في المشكوة

اقول وبالله التوفيق یعنی کہا جاتا ہے کہ نکلی اوپر ہماری آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

پس فرمایا کیا ہی واسطی دیکہتا ہون مین تمکو اوٹہانی والے ہاتہون کو گویا کہ وہ دُم ہین سرکش گہوڑون

کی ساکن رہو تم نماز مین کہا امام بخاری نے کہ اس حدیث سی منع ہونا رفع یدین کا ثابت نہین ہوتا بلکہ

اس سے منع رفع یدین تشہد مین کا مراد ہی کیونکہ دوسری روایت مین یون آیا ہی کہ کہا جابر نے کہ تہی ہم

جب نماز پڑہا کرتی پیچہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کہتی ہم السلام علیکم اور اشارہ کیا جابر نے ساتہ

ہاتہ اپنی کے دونو طرف یعنی ہم دونو طرف وقت سلام پہیرنے کی ہاتہ سی اشارہ بہی کیا کرتی تہی پس

فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نی کیا ہی واسطی اون لوگون کی کہ اشارت کرتی ہین ہاتہون سی گویا کہ وہ دُم ہین سرکش

گہوڑون کی بیشک کفایت کرتا ہی ایک تمہاری کو یہہ کہ رکہی ہاتہ اپنا اوپر ران کی پہر سلام کری اوپر بہائی اپنی کی

دہنی طرف اور بائین طرف اور کہا ملا علی قاری وغیرہ نی یہہ جواب کلام بخاری کی کہ یہہ دو حدیثین ہین نہ

ایک یعنی مضامین دونو حدیثون کی جداگانہ ہین کئی وجہ سی اول یہہ کہ حدیث اول دلالت کرتی ہی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ

تہی نماز مین جس مین جابر وغیرہ رفع یدین کر رہی تہے بلکہ گہر سی آئی اور دوسری حدیث دلالت کرتی ہی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم

بہی نماز مین اور وجہ دوسری یہہ ہی کہ حدیث اول دلالت کرتی ہی اوپر نہی رفع یدین کی اور دوسری

حدیث دال ہی اوپر نہی اشارہ کرنی کے وجہ تیسری یہہ ہی کہ حدیث اوّل دال ہی اس پر کہ آنحضرت صلے اللہ

علیہ وسلم نی منع فرمایا اوس رفع یدین کو جو نماز کی درمیان تہا اور حدیث دوسری دال ہی اس پر

کہ منع فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اشارت کرنے کو وقت سلام کی جو خارج نماز کی ہی

ولئن سلمنا ان الحديث واحد لكن العمل على رواية واحدة فقط مع

كمال المباينة بينهما غير معهود بل يعمل بكل منهما عمل الحديثين

المختلفين كما تنزل القراءتان في الآية منزلة الآيتين كما بين في موضعه

ولئن سلمنا خصوص المورد قلنا ان العبرة لعموم اللفظ لا لخصوص

المورد والا لم يثبت من الاحاديث الاحكم بعض الاشخاص وهو

وهو كما ترى والله اعلم وعلمه اتم قال ومنها حديث ابن
عباس رضي الله تعالى عنه اخرجه الطبراني بسنده عن عبد
الرحمن بن ابي ليلى عن الحكم عن مقسم عن ابن عباس
عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا ترفع الايدي الا في سبع
مواطن حين يفتتح الصلوة وحين يدخل مسجد الحرام فينظر
الى البيت وحين يقوم على المروة وحين يقف مع الناس
عشية عرفة وبجمع والمقامين وحين يرمي الجمرة وذكر
البخاري معلقا في كتابه المفرد في رفع اليدين فقال وقال وكيع
عن ابن ابي ليلى عن الحكم عن مقسم عن ابن عباس
رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم لا ترفع الايدي
الا في سبع مواطن في افتتاح الصلوة وفي استقبال القبلة وعند
الصفا والمروة وبعرفات وبجمع وفي المقامين وعند الجمرتين

**اقول وبالله التوفيق** يعنے فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ رفع یدین نکیا جاوے مگر بیچ سات مقام کی جسوقت شروع کرے نماز کو اور جسوقت داخل ہو خانہ کعبہ مین اسپر دیکھے بیت کو اور جسوقت کھڑا ہووے اوپر مروہ کی اور جسوقت کھڑا ہو ساتھ لوگونکے شام عرفہ کی کو اور مزدلفہ مین اور دونو مقامون مین اور وقت رمی جمرہ کی روایت کیا اس حدیث کو طبرانے اور تعلیقًا روایت کیا اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی کتاب

**فائدہ** قد لاح من هذا التحقيق ان ما ذكر صاحب التنوير
انه من قول ابن عباس وليس بحديث مرفوع ليس الا من عدم
تتبع كتب الحديث على ان قول الصحابي اذا كان مما لا مجال فيه للقياس
في حكم المرفوع ولا خفاء انه من هذا القبيل لانه من قبيل التشريع
وقول صاحب التنوير مع ان في النسخ المتداولة للمصنف ما يتادي

بخلاف ذلك وهو ما رواه ابن عباس بلفظه ترفع الايدي الحديث
ف لرد ما قبله لانه يدل على كونه مرفوعا لا موقوفا اما الرفع
في القنوت والعيد بين ثابت من بعض روايات ذلك الحديث
فلا نقض والله اعلم وعلمه اتم قال ومنها حديث عبد الله بن
الزبير رضي الله تعالى عنه اورده الدهلوي في شرح الصراط
المستقيم ولفظه از عبد الله بن زبیر روایت کرده اند که مردی را دید که نماز میگزارد در مسجد حرام و بر میداشت
دست خود را نزد رکوع و نزد رفع راس از رکوع پس گفت ابن زبیر اینچنین مکن این چیزیست که کرد آنرا رسول خدا
صلی الله علیه وسلم و بعد از ان ترک کرد یعنی این حکم در اوائل بود و پس منسوخ شد و گفت ابن مسعود رض بر داشت رسول خدا صلی الله علیه وسلم
نیز برداشتیم و ترک کرد رسول خدا صلی الله علیه وسلم ما نیز ترک کردیم و از ابن عباس رض روایت کرده اند
که گفت عشره مبشره بر نمیداشتند دستها را مگر نزد افتتاح نماز انتهی
کلام الدهلوي اقول وبالله التوفيق قال محمد بن
يحيى صليت الى جنب عبد الله بن الزبير فجعلت ارفع يدي في
كل رفع وخفض قال يا اخي رايتك ترفع في كل رفع وخفض وان
رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا افتتح الصلوة رفع يديه ثم لا يرفع
في شيء حتى فرغ یعنی کہا محمد نے کہ نماز ادا کی مینے طرف پہلو عبد الله بن زبیر کی پس رفع یدین
کیا مینے ہر اوٹھتی اور جھکتی مین کہا ابن زبیر نے ای برادر زادی دیکھا مینے تجکو رفع یدین کرتی اور
حالانکہ نہین کیا آنحضرت صلی الله علیه وسلم نے مگر ابتدائی نماز مین روایت کیا اسکو بیہقی نے
خلافیات مین وما قال صاحب التنوير انه من قول ابن الزبير فهو لا بـ
بحديث كلام في غاية السخافة والا انحصر الاحاديث في القول وهو
كما ترى وايضا حينئذ يلزم عليهم القول بعدم الرفع لانه لم يثبت
في الرفع حديث قولي بخلاف عدم الرفع فانه ثابت بما روي

مسلم وغیره کما سبق والله اعلم وعلمه اتم **قال** ومنها حدیث ابن عمر رضی الله تعالی عنه اخرجه البیهقی فی الخلافیات بسنده الی عبد الله بن عون الخراز ثنا مالك عن الزهری عن سالم عن ابن عمر ان النبی صلی الله علیه وسلم كان یرفع یدیه اذا افتتح الصلوٰة ثم لا یعود **اقول وبالله التوفیق** یعنی تحقیق آنحضرت صلے الله علیه وسلم رفع یدین کرتے وقت تکبیر تحریمه کی پھر تمام نماز مین نکرتی روایت کیا اسکو بیهقی نے خلافیات مین...... **قال** ومنها حدیث عباس ابن الزبیر اخرجه البیهقی فی الخلافیات ایضًا انبأنا عبد الله الحافظ عن ابی العباس محمد بن یعقوب عن محمد بن اسحٰق عن الحسن بن الربیع عن حفص بن غیاث عن محمد ابی یحیی عن عباد بن الزبیر ان رسول الله صلی الله علیه وسلم كان اذا افتتح الصلوٰة رفع یدیه فی اول الصلوٰة ثم لم یرفعهما فی شیٔ حتی یفرغ قال فی الامام وعباد هذا تابعی فالحدیث مرسل انتهی والمرسل مقبول عند الحنفیة لا سیما مرسل القرون الثلاثة خصوصًا اذا تاید بمسانید غیره **اقول وبالله التوفیق** یعنے بھی آنحضرت صلے الله علیه وسلم رفع یدین کرتی ابتدا نماز مین پھر رفع یدین نکرتے فارغ ہونی تک روایت کیا اسکو بیهقی نے خلافیات مین اور لکھا ہی امام مین کہ عباد راوی اسکا تابعین مین سی ہے پس حدیث مرسل ہی اور حدیث مرسل نزدیک امام اعظم کی مقبول ہی خصوصًا قرون ثلثه کی جو تائید کی گئی ہی ساتھ سندکے والله اعلم وعلمه اتم **قال** اما الاٰثار المرویة فی نفی الرفع فمنها اثر ابی بکر الصدیق رضی الله تعالی عنه قد قدمناه عن الدارقطنی فی اسانید حدیث ابن مسعود رض **اقول وبالله التوفیق** یعنی کہا عبد الله بن مسعود نے کہ نماز پڑھی مینی ساتھ آنحضرت صلے الله علیه وسلم اور ابوبکر اور عمر رضی کی پس نہین رفع یدین کیا اونہون نے مگر وقت تکبیر تحریمه کی یعنی وقت

شروع نماز کی روایت کیا اسکو دارقطنی نے فالقول بان الحدیث لم یثبت عند المحدثین لیس بسدید لما مر فی تحقیق سند حدیث ابن مسعود ولکونہ جرحا مبہما ویؤیدہ اثر ابن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ اخرجہ ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ ولفظہ ثنا ابن ادم عن ابن عیاش عن عبد الملک بن ابجر عن زبیر بن عدی عن ابرہیم عن الاسود قال صلیت مع عمر فلم یرفع یدیہ فی شیٔ من صلوتہ الا حین افتتح الصلوۃ واخرجہ الدارقطنی ایضا بسندہ المتقدم فی احادیث ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ **اقول وباللہ التوفیق** یعنی کہا اسنے کہ نماز پڑھی میں ساتھ عمر رضہ کی پس نکیا رفع یدین بیچ کسی جگہ کی نماز میں سوا تکبیر تحریمہ کی روایت کیا اسکو ابو بکر بن ابی شیبہ نے جو استاد ہیں بخاری اور مسلم کا **قال** ومنہا اثر علی رضی اللہ تعالی عنہ اخرجہ الامام محمد فی موطاہ ولفظہ قال محمد نا محمد بن ابان بن صالح وابو بکر بن عبد اللہ النہشلی عن عاصم بن کلیب الجرمی عن ابیہ وکان من اصحاب علی ابیطالب رضہ انہ کان یرفع یدیہ فی التکبیرۃ الاولی التی تفتتح بہا الصلوۃ ثم لا یرفعہما فی شیٔ من الصلوۃ واخرجہ ابن ابی شیبۃ ایضا ولفظہ ثنا ابو بکرۃ ثنا ابو احمد ثنا ابو بکرۃ النہشلی ثنا عاصم بن کلیب عن ابیہ ان علیا رضی اللہ تعالی عنہ کان یرفع یدیہ فی اول تکبیرۃ من الصلوۃ ثم لا یرفع بعد ثنا ابو داؤد ثنا احمد بن یونس ثنا ابو بکر النہشلی عن عاصم عن ابیہ وکان من اصحاب علی رضی اللہ تعالی عنہ عن علی مثلہ قال الطحاوی عقیبہ فان علیا لم یکن لیری النبی صلی اللہ علیہ وسلم یرفع ثم یترک ہو الرفع بعدہ الا وقد ثبت عندہ نسخ الرفع انتہی وقال

العيني في شرح البخاري اسناد حديث عاصم بن كليب هذا صحيح
على شرط مسلم انتهى **اقول وبالله التوفيق** یعنی کہا کلیب نے
کہ تھے حضرت علی رضہ رفع یدین کرتے تکبیر تحریمہ میں پھر نہ کرتے رفع یدین آخر تک روایت کیا اسکو امام محمد اور
ابو بکر بن ابی شیبہ نے کہا امام طحاوی نے کہ نہیں تھے علی رض کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو رفع یدین کرتے دیکھکر پھر بعد
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ترک کیا ہو مگر بسبب ثابت ہونے نسخ کے نزدیک اونکے کہا عینی نے شرح بخاری
میں کہ اسناد حدیث عاصم بن کلیب کے یہہ صحیح ہی اوپر شرط مسلم کے **قال ومنها اثر**
ابن مسعود رضي الله تعالى عنه اخرجه الامام محمد في موطاه ولفظه
قال محمد انا يعقوب بن ابرهيم نا حصين بن عبد الرحمن قال دخلت
انا وعمرو بن مرة على ابرهيم النخعي قال عمرو حدثني علقمة بن وائل
الحضرمي عن ابيه انه صلى مع رسول الله صلى الله عليه وسلم
فراه يرفع يديه اذا كبر واذا ركع واذا رفع قال ابرهيم ما ادري
لعله لم ير النبي صلى الله عليه وسلم يصلي الا ذلك اليوم
فحفظ هذا منه ولم يحفظ ابن مسعود واصحابه ما سمعته من
احد منهم انما كانوا يرفعون ايديهم في بدء الصلوة حين يكبرون
**اقول وبالله التوفيق** یعنی کہا عبد الرحمن نے کہ داخل ہوا میں اور عمرو بن مرہ
ابراہیم نخعی پر کہا عمرو نے کہ حدیث بیان کی مجھسے علقمہ نے اپنے باپ سے کہ نماز پڑھی اونسے ساتھہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
پس دیکھا حضرت صلعم کو رفع یدین کرتے تکبیر تحریمہ اور رکوع کرتے اور رکوع سے سر اوٹھاتے میں کہا ابراہیم نے کہ نہیں
میں شاید وائل نے نہ دیکھا ہو آنحضرت صلعم کو مگر اوسیدن پس یاد رکھا اوسکو اور نہ یاد رکھا اوسکو ابن مسعود رض اور یاروں اونکے نے نہیں سنا
مینے رفع یدین کو کسی صحابی سے سواا اسکی نہیں کہ رفع یدین کرتے تھے صحابہ ابتدا نماز میں روایت کیا اسکو امام محمد نے موطا میں
قال القاري في شرحه ولا اصحابه اي ولا سائر اصحاب النبي صلى الله عليه
وسلم ما سمعته اي هذا الرفع الزائد من احد منهم اي اصحاب النبي

صلى الله عليه وسلم انما كانوا اي الصحابة يرفعون ايديهم في بدء الصلوة حين يكبرون اي لتحريمة فقط وهو بمنزلة دعوى الاجماع انتهى **قال** محمد نا الثوري ثنا حصين عن ابرهيم عن ابن مسعود انه كان يرفع يديه اذا افتتح الصلوة واخرجه ابن ابي شيبة ايضا ولفظه ثنا وكيع عن مسعود عن ابي مسعود عن ابرهيم عن عبد الله انه كان يرفع يديه في اول ما يفتتح ثم لا يرفعهما **اقول وبالله التوفيق** یعنی کہا ابراہیم نے کہ تھے رفع یدین کرتے عبد اللہ بن مسعود رض ابتدای نماز مین پھر رفع یدین نکرتے روایت کیا اسکو محمد اور ابو بکر بن ابی شیبہ نے جو استاد ہی بخاری اور مسلم کا **قال** ومنها اثر ابن عمر رضي الله تعالى عنه اخرجه الامام محمد بن الحسن في موطاه ولفظه قال محمد نا محمد بن ابان بن صالح عن عبد العزيز بن حكيم قال رايت ابن عمر يرفع يديه حذاء اذنيه في اول تكبيرة افتتاح الصلوة ولم يرفعهما في ماسوى ذلك ومنها اثر اخر عن ابن عمر ايضا اخرجه ابن ابي شيبة في مصنفه والطحاوي في شرح معاني الآثار اما ابن ابي شيبة فلفظه ثنا ابو بكر بن عياش عن حصين عن مجاهد قال ما رايت ابن عمر يرفع يديه الا في اول ما يفتتح واما الطحاوي فلفظه ثنا ابن ابي داود ثنا احمد بن يونس ثنا ابو بكر بن عياش عن حصين عن مجاهد قال صليت خلف ابن عمر فلم يكن يرفع يديه الا في التكبيرة الاولى قال الطحاوي عقيبه فهذا ابن عمر قد راى النبي صلى الله عليه وسلم يرفع ثم قد ترك هو الرفع بعد النبي صلى الله عليه وسلم فلا يكون ذلك الا وقد ثبت عنده نسخ ما قد راى

النبي صلى الله عليه وسلم فعله وقامت الحجة عليه بذلك واورده
ابن الهمام في تحرير الاصول والدهلوي في شرح الصراط المستقيم في
شرح البخاري وسند الطحاوي في هذا الحديث صحيح انتهى قال ابن
ابي شيبة وممن روى عنه نفي رفع اليدين عند الركوع وعند
رفع الراس عند اصحاب علي واصحاب ابن مسعود وابرهيم النخعي
وخيثمة وقيس وابن ابي ليلى ومجاهد والاسود والشعبي و
ابو اسحق انتهى **قلت** وبه قال ابو حنيفة ومالك وغيرهم
**اقول وبالله التوفيق** یعنی کہا عبد العزیز نے کہ دیکھا مینے ابن عمر کو رفع یدین
کرتے برابر کانون کی تکبیر اولی مین اور نہ رفع یدین کیا ہیچ ماسوا اوسکی روایت کیا اسکو امام محمد نے
مؤطا مین اور کہا مجاہد نے کہ نہین دیکھا مینے ابن عمر کو رفع یدین کرتے مگر تکبیر تحریمہ مین روایت کیا اسکو ابن
ابی شیبہ نے اور روایت کیا طحاوی نے شرح معانی آثار مین اور ابن ہمام نے تحریر الاصول مین اور شیخ
عبد الحق نے صراط مستقیم مین اور ذکر کیا زیلعی نے مجاہد سے کہ نماز پڑہی مینے پیچھے ابن عمر کے دس برس یہی نہین
رفع یدین کرتے مگر تکبیر تحریمہ مین کہا طحاوی نے بعد اس حدیث کی کہ ابن عمر کا روایت کرنا حدیث رفع یدین
کی کو پہر یکلخت عمل نکرنا بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث مذکور پر دلیل کامل ہے منسوخیت پر ورنہ پہر ہرگز
نہین صحابی کا عمل مخالف سنت یا مستحب کی جان بوجہکر محال آتا ہے اور کہا عینی نے شرح بخاری مین کہ سند
طحاوی کی اس حدیث مین صحیح ہی اور کہا ابن ابی شیبہ نے کہ روایت کیا ہی عدم رفع کو اصحاب علی نے
اور اصحاب ابن مسعود نے اور ابراہیم نخعی اور خیثمہ اور قیس اور ابن ابی لیلے اور مجاہد اور
اسود اور شعبے اور ابو اسحاق نے کہتا ہون مین کہ اسپر عمل ہے امام اعظم اور امام مالک و
غیرہ کا رحمۃ اللہ علیہم اجمعین الی یوم الدین
**فائدہ** وفي العيني وعند مالك في رواية وهو المعمول عند اصحابنا
یعنی کہا عینی نے کہ روایت مشہور امام مالک سے یہہ کہ رفع یدین نکری اور اسپر

عمل سے الیون کا و قال النووی وهو اشهر
الثوری وایا عند مالک انتهی والفیصل علی هذا ان حدیث رفع الیدین
حدیث رواته مدنیون ومالک بن انس امام فی لم یاخذ به وانما عمل
بما علیه اهل المدینة من غیر انتهی یعنی نہ عمل کرنا امام مالک کا جو امام ہیں مدینہ کے رفع
الیدین کے حدیث پر باوجودی کہ راوی اس حدیث کی سب رہنے والے مدینہ کے ہیں دلیل کمال
ترجیح عدم رفع کے واللہ اعلم وعلمہ اتم قال الفصل الثانی فی طرق
ترجیح الحنفیة احادیث نفی الرفع فی الحالتین المذکورتین علی احادیث
اثباته فیهما فنقول لما تعارضت الاحادیث فی الجانبین اعنی جانب
اثبات الرفع ونفیه رجح الامام ابو حنیفة جانب النفی لوجوه الاول ان
المحرم والمبیح اذا اجتمعا غلبت المحرم اقول و باللہ التوفیق
اس فصل میں بیان ہے سبب ترجیح احادیث عدم رفع کا اوپر احادیث رفع الیدین کے پس کہتے ہیں
کہ ترجیح دی امام اعظم رح نے احادیث عدم کو چار وجہوں سے وجہ اول یہ ہے کہ جہاں پایا جاوے دلیل
منع کی پائی جاوے دلیل جواز کی ترجیح دیتے ہیں علما دلیل منع کو فقہا نے
یعنی یہ قاعدہ کلیہ ہر مقام میں جاری کیا جاتا ہے کیونکہ شرعا احتیاط بغیر اسکے متصور
نہیں ہو سکتی کیونکہ مبیح پر عمل نکرنے سے مستحق عذاب کا نہیں ہوتا بخلاف محرم کے
قال الثانی ان الاصل فی الصلوة هو السکون والوقار فیحمل
ما ورد فی الصلوة من الحرکات المنافیة للسکون والوقار ان لم
یتعارض الاحادیث الواردة فیها یعمل به وان تعارض فیها الاخبار
فینبغی ان یعمل بالاصل اقول و باللہ التوفیق یعنی جو کہ اصل
نماز میں سکون اور وقار ہی ہیں جو امور نماز میں خلاف سکون کے احادیث سے بلا تعارض ثابت ہیں ان پر
عمل کرنا چاہئے اور جو کہ امر منافی سکون میں احادیث متعارض ہیں وہ عمل اوپر سکون کے جو اصل ہے

کرنا چاہیے **فائدہ** سکون کی اصل ہونے پر یہ آیت دال ہے **قال اللہ تعالیٰ**
وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ یعنی کھڑے ہو رو برو اللہ کے ادب سے یعنی آرام سے چپکے کھڑے ہو ما قال صاحب
التنویر ملخصہ ہذا وان کان لا یلیق بالجواب لکن تعرضنا لہ قضاء لحق المقام
فنقول ان القنوت ہو ترک الحرکات العادیۃ لا العبادۃ کلام لا یلیق
ان یلتفت الیہ فضلا عن ان یجاب لانہ لم یثبت بعد کونہ عبادۃ
فالاستدلال بکونہ عبادۃ مصادرۃ علی المطلوب کما لا یخفی علی من
لہ ادنی مسکۃ والاستدلال بان المراد من النحر فی قولہ تعالیٰ فَصَلِّ
لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ہو رفع الیدین بحذاء النحر کما الذی ذکرہ صاحب التنویر
اوہن من نسج العنکبوت لان المراد من النحر نحر البدن کما ذکرہ جل
القائل وعمہ فی تفسیر الآیۃ فالاخذ بخبر الواحد الذی ذکرہ القائل
ان سلم تصحیحہ فی مقابلۃ الآیۃ غیر معہود عند المتبعین والا لارتفع
الامان من اللغۃ وحینئذ تتسع دائرۃ الالحاد کما لا یخفی واللہ اعلم
وعلمہ اتم **قال** الثالث انہ قد روی ابو بکر بن عیاش عن مجاہد
قال صلیت خلف ابن عمر سنین وفی روایۃ عشر سنین فلم یرفع
یدیہ الا فی التکبیرۃ الاولی فہذا سند صحیح وقد تقرر فی الاصول
ان الصحابی اذا خالف مرویہ فی العمل بعد روایتہ لہ فانہ یدل علی
نسخہ **ان قیل** قال القسطلانی فی شرح البخاری ان ابا بکر ابن
عیاش ضعیف **قلت** القول بضعفہ ضعیف لانہ قد وثقہ
البخاری ومسلم وخرجا احادیثہ وخرج لہ اصحاب السنن
الاربعۃ فالقول بالجرح فی رواۃ الصحیحین جرح غیر مسموع
کیف وقد اثنی علیہ الحافظ فقد کان الثوری وابن المبارک

وابن مهدي يثنون عليه وقال
احمد ابن حنبل هو صدوق وقال يحيى بن معين هو ثقة انتهى
**اقول وبالله التوفيق** یعنی روایت کیا ابو بکر بن عیاش نے مجاہد سے
کہ کہا مجاہد نے کہ نماز پڑھی مین نے پیچھے ابن عمر کے کئی برس اور ایک روایت مین دس برس پس نہین رفع یدین
کیا اونہون نے مگر تکبیر تحریمہ مین اور عمل کرنا صحابی کا مخالف روایت اپنی کی دال ہے اوپر نسخ کی جیسا
کہ مذکور ہی علم اصول مین اگر اعتراض کیا جاوے کہ ابو بکر بن عیاش کو ضعیف کہا ہی قسطلانی نے شرح بخاری مین
تو جواب سکا یہ ہے کہ ضعیف کہنا قسطلانی کا ضعیف ہی کیونکہ بخاری اور مسلم نی معتبر جانکر اوس سے احادیث روایت کی ہین اور
اسیطرح باقی صحاح والی بھی جمہور محققین کے بی دلیل غیر مسموع ہے خصوصًا ابو بکر بن عیاش جو تعریف کی اوسکے سفیان ثوری اور عبد الله بن
المبارک اور ابن مہدی نے اور کہا امام احمد بن حنبل نے کہ ابو بکر بن عیاش تھا اور کہا یحیی نے کہ وہ ثقہ تھا **قال الرابع ان مثل**
**الاحاديث المروية في اثبات الرفع ستة حديث ابن عمر واقوى**
**الاحاديث الواردة في ترك الرفع حديث ابن مسعود فرجح ابو حنيفة**
**حديث ابن مسعود لكونه افقه الصحابة بعد الخلفاء الاربعة ومن**
**قاعدة ابي حنيفة في الاصول ترجيح رواية الافقه على رواية**
**الاورع ووجهه ظاهر لان الصحابيين المذكورين وان كانا**
**جامعين بين الفقه والورع الا ان ابن مسعود افقه وابن عمر**
**اورع واخذ الفقه عمن له كمال في الفقه مع اصل الورع اولى**
**من اخذه عمن له كمال في الورع مع اصل الفقه وقد روى هذا عن**
**الامام ابي حنيفة نصا كما ذكره ابن الهمام في فتح القدير وغيره**
**ولفظ ابن الهمام هكذا قال ابن عيينة انه اجتمع الامام ابو حنيفة**
**مع الاوزاعي بمكة في دار الحناطين فقال الاوزاعي ما بالكم لا**
**ترفعون ايديكم عند الركوع والرفع منه فقال لاجل انه لم يصح**

عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فيه شيء فقال الاوزاعي كيف
وقد حدثني الزهري عن سالم عن ابيه ان رسول الله
صلى الله عليه وسلم كان يرفع يديه اذا افتتح الصلوة وعند الركوع
وعند الرفع منه فقال ابو حنيفة ثنا حماد عن ابرهيم عن علقمة
والاسود عن عبد الله بن مسعود ان النبي صلى الله عليه وسلم
كان لا يرفع يديه الا عند افتتاح الصلوة ثم لا يعود لشيء
من ذلك فقال الاوزاعي احدثك عن الزهري عن سالم عن
ابيه وتقول حدثني حماد عن ابرهيم فقال ابو حنيفة كان
حماد افقه من الزهري وكان ابرهيم افقه من سالم وعلقمة ليس
بدون ابن عمر في الفقه وان كانت لابن عمر صحبة وله فضل
صحبة فالاسود له فضل كثير وعبد الله عبد الله قال ابن الهمام عقيب
ذلك فرجح الامام ابو حنيفة بفقه رواته كما رجح الاوزاعي بعلو
الاسناد وهو المذهب المنصور عندنا انتهى اقول و
بالله التوفيق یعنی وجہ چارم یہ ہے کہ بڑی معتبر سند رفع یدین کرنے والوں کی حدیث ابن عمر رض کی ہے
اور قوی ترین سند ان کی نزدیک حنفیوں کی حدیث ابن مسعود رض کی ہے اور ترجیح دی امام اعظم رح نے ابن مسعود رض کی حدیث کو
بسبب اسکی کہ یہ عالم ترین صحابہ کی تہی بعد خلفا اربعہ کی اور زیادہ علم والے کی روایت کو ترجیح دیجاتی ہے اور حدیث اوس کی
جیسا کہ علم اصول میں مبین ہے یعنے یہ دونوں صحابی اگرچہ عالم اور پرہیزگار تہی لیکن ابن مسعود رض علم میں بڑہکر تہے
اور ابن عمر رض پرہیزگاری میں بڑہکر تہی اور اظہر من الشمس ہے کہ لینا علم اور فتوی کا اوس شخص سے چاہئے جو علم میں
بڑہکر ہو اگرچہ پرہیزگاری میں دوسری کی برابر نہو ابن ہمام نے فتح القدیر میں لکہا ہے کہ کہا ابن عیینہ نے کہ ملاقات ہوئی
امام اعظم رح کی ساتہ اوزاعی کے مکہ میں کہا اوزاعی نے کہ کیا حال ہے تمہارا کہ نہیں رفع یدین کرتے تم رکوع میں پس کہا
امام نے کہ صحت کو نہیں پہونچی اسکی کوئی حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اوزاعی نے کیونکر صحت کو نہیں پہونچی حدیث رفع یدین

کی حالانکہ حدیث بیان کی میرے پاس زہری نے سالم سے اور سالم نے باپ اپنے سے کہ تحقیق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
تھے رفع یدین کرتے جب شروع کرتے نماز کو اور وقت رکوع کرنیکے اور رکوع سے سر اوٹھانے کے وقت پس کہا
امام اعظم رح نے کہ حدیث بیان کی میرے پاس حماد نے ابراہیم سے اور ابراہیم نے علقمہ اور اسود سے اور ان دونوں نے
عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہیں رفع یدین کرتے تھے مگر وقت شروع کرنے نماز کی پھر
نکرتے رفع یدین واسطے کسی شے کی نماز سے پس کہا اوزاعی نے حدیث بیان کی مجھے زہری سے اور انہوں نے سالم سے اور
سالم نے باپ اپنے سے اور تو کہتا ہے کہ حدیث بیان کی میرے پاس حماد نے ابراہیم سے پس کہا امام اعظم رح نے
بیچ جواب اوزاعی کے کہ تھا حماد عالم زیادہ زہری سے اور ابراہیم عالم سالم سے اور علقمہ اگرچہ صحابی نہیں تھا لیکن علم
میں ابن عمر رض سے کم نہیں تہا اور اسود بڑا بزرگ تھا اور فضیلت عبد اللہ بن مسعود کے اظہر من الشمس و ابین من
الامس ہے خلاصہ اس گفتگو کا یہ ہے کہ کہا اوزاعی نے کہ میری حدیث میں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک تین راوی ہیں
اور امام کی حدیث میں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک چار راوی ہیں پس میری حدیث غالب ہے بسبب قرب اسناد کی اور امام
اعظم رح نے یہ جواب دیا کہ اگرچہ میرے اسناد میں ایک راوی زیادہ ہے لیکن راوی میری زیادہ علم رکھتے ہیں
پس غالب اور راجح ہوئی حدیث رفع یدین نکرنے کی کیونکہ روایت ذی علم کی زائد الاعتبار ہے کم علم سے
لقولہ ع العلماء ورثۃ الانبیاء اور قرب اسناد کو یہ رتبہ نہیں لقولہ ع رب حامل فقہ غیر فقیہ و رب حامل
فقہ الی من ہو افقہ منہ حاصل اس حدیث کا یہ ہے کہ بعضے روایت کرنے والے بے علم ہوتے ہیں اور بعضے
راوی کم علم بیان کرینگے حدیث کو اوس شخص پاس جو اوس سے بہتر ہوگا فقاہت اور علم میں یہ
حدیث مشکوۃ میں موجود ہے اور یہ حدیث صاف دلالت کرتی ہے اس
امر پر کہ سمجھ حدیث میں بعض تابعین افضل ہونگے بعض صحابہ رض سے
واللہ اعلم وعلمہ اتم **قال** ثم انہ قد رجح الشافعیۃ القائلون بالرفع
احادیث اثبات الرفع لوجوہ الاول ان احادیث اثبات الرفع
اکثر من احادیث نفی الرفع ولا عبرۃ بالقلیل فی جنب الکثیر
قلنا لیس کذلک بل لا یترجح بالکثرۃ عند الحنفیۃ ولہذا قالوا

لا يرجح بكثرة الشهود فلو اقام مدع واحد شاهدين و اٰخر عشر
شهود فصاعدا فكلاهما سواء وكذا الحكم الوارد في الاٰية و الاٰيتين
والخبر المروي عن نبي واحد ونبيين وعن هذا قال ابن الهمام في
تحرير الاصول انه بطل الترجيح لاحد الحكمين المتعارضين
بكثرة الادلة انتهى **اقول وبالله التوفيق** یعنے ترجیح دی ہی شافعیون
نے احادیث رفع یدین کو کئی وجہ سی اول یہہ کہ حدیثین رفع یدین کرنیکی بہت ہین اور نکرنیکی کم اور
کم کو اعتبار نہین مقابلہ کثیر کے جواب وسکا یہہ ہی کہ کثرت احادیث سی ترجیح ثابت نہین ہوتی ورنہ مدعی
دس گواہون کا غالب ہوتا اوپر اوس مدعی کے کہ جو دو گواہ رکھتا ہو اور حالانکہ شرعا دونو برابر ہین اور
ہیطرح ایک آیۃ معارضہ کر سکتی ہے دو آیتون کا اور خبر ایک پیغمبر کی معارض ہو سکتی ہی خبر دو پیغمبر ونکی کو اور
کہا ابن ہمام نی تحریر مین کہ تحقیق باطل ہی ترجیح ایک حکم کی دوسرے حکم پر ساتھہ کثرت دلائل کے فائدہ اگر سوال
کیا جاوے کہ اگر ایک مدعی کے پاس بابت نکاح کی مثلا ایک گواہ ہی اور دوسرے مدعی کے پاس دو گواہ ہین اگر کثرت ادلہ کا
اعتبار نہوتا تو وہ عورت دونون مین سی کسیکو نملتی حالانکہ وہ عورت دوسری مدعی کو شرعا دلائی جاتی ہے
تو جواب اوسکا یہہ ہی کہ ایک گواہ سی نکاح ثابت نہین ہوتا **قال الله تعالى** فَاسْتَشْهِدُوا
شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ یعنی پکڑو دو گواہ اپنی مردون مین سی چونکہ موجب اس آیت کی ہونا ایک
گواہ کا دلیل شرعی نتہا پس دلایا جانا عورت کا دوسری مدعی کو بسبب کثرت ادلہ کی نہین بلکہ بسبب نہونی دلیل کے
مدعی اول محروم رہا آیات و احادیث اس قبیل سے نہین یعنے شارع نے یہہ نہین فرمایا کہ اخبر دو آیت یا دو حدیث کے حکم ثابت
ہوتا بلکہ ایک آیت اور ایک حدیث واسطی ثبوت احکام کی برابر ہین اور وقت تعارض کے عمل مین دونون کے بحال رہتے **قال الثاني**
ان الاثبات مقدم على النفي **قلنا نعم** لكن انما ذلك اذا لكن
فانه كان يحيط به كما في ما نحن فيه فالاثبات والنفي سواء ولا شك
ان ابن مسعود رضي الله تعالى عنه كان من السابقين الى الاسلام
ملازما اصحب النبي صلى الله عليه وسلم بحيث لا يكاد يفارقه لا نادرا

خفے کان یظن انہ من اہل بیتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو یقتدی بہ صلی اللہ علیہ
وسلم فی الصلوات الخمس فکیف لا یحیط علمہ بھذا النفی **اقول وباللہ**
**التوفیق** یعنی وجہ دوسری ترجیح کی نزدیک امام شافعیؒ کی یہہ ہی کہ وقت تعارض کے دلیل مثبت مقدم
ہوا کرتی ہی نافی پر پس احادیث رفع الیدین کے بسبب مثبتہ ہونی اونکی کے مقدم کی گئی ہین اوپر احادیث
عدم رفع کی اقول و باللہ التوفیق احادیث عدم رفع کی بہی مثبت ایک فعل خاص کی ہین مثلاً وقت رکوع کے
کرنے کی بموجب ان احادیث کی یہہ ثابت ہوتا ہی کہ ہاتہون کو اول سے لٹکا وے
وتعبیرنا بلفظ اعدمی لا یضر الا لصار ذات الانسان بقولنا بعض اللہ حجر
انسان عدمیا علی ان خطلو یکم اعنی رفع الیدین ھو فی الحقیقۃ عدم الارسال
فیکون عدمیا ومدعانا اعنی عدم رفع الیدین ھو فی الحقیقۃ نفی لعدم
الارسال فیکون وجودیا فانقلب المدعی فلیتامل اور نفی پر مقدم ہونا اثبات کا
بہی اوس مقام مین ہوتا ہی کہ اگر علم راوی کا نفی کو محیط نہو ورنہ دونوکا رتبہ برابر ہی عبد اللہ بن مسعود کا علم
بہی اسی قبیل سے یعنی نفی رفع کو محیط ہی کیونکہ عبد اللہ بن مسعود رضہ صحابہ سابقین مین سے تہی اور ہمیشہ آنحضرت
کی صحبت مین رہتی تہی حتی کہ گمان کیجاتی تہی کہ یہہ اہل بیت مین سی ہین اور نماز پنجگانہ آنحضرتؐ
کی ساتہہ پڑہا کرتی تہی **واللہ اعلم وعلمہ اتم قال الثالث** ان بعض احادیث اثبات
الرفع اجود فی الصحیحین واحادیث النفی لیس شیء منہا فی الصحیحین وما فی
الصحیحین اصح من غیرہ **قلنا** احادیث النفی وان لم تکن فیہما الا ان بعضہا
ثابت علی شرطہما وقد قال ابن الھمام فی تحریر الاصول ان القول بکون ما فی
الصحیحین راجحا علی ما روی برجالہما فی غیرہما ای فی غیر الصحیحین او تحقق
فیہ شرطہما ای الصحیحین بعد نقد امامہ وصحۃ المخرج تحکم انتہی وقال صاحب
التیسیر شرح التحریر وھو ای التحکم ظاھر انتہی فالجواب عن الحنفیۃ انا لا نسلم
الترجیح بما ذکرتم لکونہا لیست من اقسام الترجیح عندنا بل الترجیح بما قدمنا من

الوجوه السابقة ولو سُلِّم ان الحدیث الکائن فی الصحیحین او احدهما
ارجح مما علی شرطهما او شرط احدهما فنقول ان هذا ترجیح واحد وقد
عارضته التراجیح الاربعة السابقة وعند تعارض الترجیح یعتبر کثرة التراجیح
کما تقرر فی الاصول وبرای بالاعتبار بالکثرة یقول الحنفیة فی التراجیح وان
کانوا یقولون لا یعتبر بالکثرة فی الاصول والدلائل **اقول وبالله التوفیق**
یعنی وجہ تیسری یہہ ہی کہ بعض احادیث اثبات رفع الیدین کی صحیح بخاری اور مسلم مین موجود ہین اور
کوئی حدیث عدم رفع کی اونمین موجود نہین صحیح بخاری اور مسلم کی حدیث زیادہ صحیح ہوتی ہی جواب اسکا
ہم کہ اگرچہ کوئی حدیث عدم رفع کی صحیحین مین نہین مگر سند بعض کے موافق شرط صحیحین کے ہی یعنی جو
صحیحین کے ہین وہی رجال حدیث کی سند مین واقع ہین پس زیادہ صحیح کہنا حدیث صحیحین کو حدیث مذکور سی دعوی بلا دلیل
ایسا ہی ذکر کیا ہی ابن ہمام نے تحریر الاصول مین اور صاحب التیسیر نے شرح تحریر مین
ان شئت تحقیق المقام فعلیك بترجمة الدلیل القوی علی ترك القراءة للمقتدی
حاصل جواب کا یہہ ہی کہ یہہ وجہ نزدیک ہمارے اقسام ترجیح مین سی نہین اور علی وجہ التسلیم نہین ہو
سکتے یہہ ترجیح ساتھہ تراجیح اربعہ مذکورہ کے **تنبیہ** لا یخفی علیك ان هذا
الترجیح لا یمکن جریانه بالنسبة الی ما تمسك به الائمة لا سیما الامام الاعظم لان
الصحیحین وغیرهما قد الفت بعد المائتین وکان انتقال الامام من الدار الفانیة الی دار
البقاء فی سنة خمسین ومائة من الهجرة فجریانه بالنسبة الیه باطل لاستحالة ولا ینبغی
التکلیف بما لا یطاق المنفی بقوله تعالی لا یکلف الله نفسا الا وسعها واما المقلدین
فلیس لهم الا اتباع قول امامه لا سیما فیما غلب الامام علی الخصم باصحیة دلیله
وبالجملة فالاستدلال بالترجیح المذکور من نسج العنکبوت والله اعلم وعلمه اتم
**قال** ان قیل هذا مسلم لو ثبت صحة احادیث النفی وقد قال ابو داود بعد نقله
حدیث البراء بن عازب من طریق محمد بن ابی لیلی ان هذا الحدیث لیس بصحیح انتهی

قلت الجواب عنه ان هذا جرح غیر مفسر والجرح الغیر المفسر غیر مقبول عند المحدثین فان قیل
هذا الجرح مفسر لانه قد قال الزیلعی فی تخریج الهدایة کان ابا داود ضعفه بمحمد بن ابی لیلی قلت
انه ذکره بصیغة کأنّ فلم یتحقق به تفسیر الجرح ولو سلم انه مفسر وانه ضعفه بمحمد
بن ابی لیلی فنقول من طرق هذا الحدیث لیس فیها ذکر محمد بن ابی لیلی اصلا وان کان فیها ذکر عبد الرحمن
بن ابی لیلی الا ان عبد الرحمن ثقة امام جلیل حافظ ومحمد ضعیف عند المحدثین ونحن انما
حکمنا بصحة الحدیث بناء علی سائر الاسانید التی لیس فیها ذکر محمد المذکور منها ثابت علی
شرط الشیخین او احدهما لاسیما سند عبد الرزاق فانا نحکم بصحته علی شرطهما ان قیل یزید بن زیاد
المذکور فی سنده ضعیف قد تصرح به قلنا قد ذکر العینی فی شرح البخاری ان یزید هذا وثقه العجلی
ویعقوب بن سفیان واحمد بن صالح والساجی وابن حبان وخرج حدیثه مسلم وابن خزیمة
فی صحیحهما وان یزید لم یتفرد بهذه الروایة بل رواه عیسی بن عبد الرحمن ایضا عن ابن ابی لیلی انتهی
قلت وکذلک رواه الحکم عن ابن ابی لیلی ایضا کما رواه ابو داود وغیره وقد تقدم ذلک
فی اسانید حدیث البراء من الفصل الاول وقال الحافظ فی تهذیبه ان یزید هذا اخرج له مسلم
وعلق له البخاری وقال فی حقه مسلم فی مقدمة صحیحه ان اسم الصدق وتعاطی العلم یشملهم کعطاء
بن السائب ویزید بن ابی زیاد ولیث بن ابی سلیم واضرابهم انتهی فاذا کان هو من رجال الصحیحین
فلا عبرة بقول من جرح فیه **اقول وباللہ التوفیق** یعنی اگر سوال کیا جاوے کہ صحت
احادیث عدم رفع الیدین کی پایۂ ثبوت کو نہیں پہونچی بلکہ کہا ابو داؤد نے کہ حدیث براء بن عازب رض
نے صحیح نہیں تو جواب اسکا یہ ہے کہ جرح غیر مفسر نزدیک اہل حدیث کے معتبر نہیں اور کہنا زیلعی
کا کہ شاید ضعیف گمان کرنا ابو داؤد کا حدیث براء بن عازب رض کو بسبب روایت کرنے محمد بن ابی
لیلی کی تفسیر جرح کی نہیں ہوسکتا ورنہ لفظ شاید کا نہ لاتا اور علی وجہ التسلیم بہت اسانید صحیحہ
اس حدیث کی بدون محمد بن ابی لیلی کے موجود ہیں جیساکہ بیان کر چکے ہیں ہم فصل اول میں اور
صحیح کہنا ہما احادیث مذکورہ کا اعتبار اون اسانید کی ہے کہ جنمیں محمد بن ابی لیلی مذکور نہیں بلکہ
بعض اسانید کی صحت اوپر شرط شیخین کی ہے خصوصا سند عبد الرزاق کے کیونکہ اوسکا صحیح
ہونا بموجب شرط بخاری اور مسلم کے یقینی ہے **سوال** یزید بن زیاد جو سند عبد الرزاق میں

مذکور ہی ضعیف اور الیمامی یعنی بغیر اوسکی اور کسینے اس حدیث کو روایت نہین کیا **جواب**
یہ بالکل غلط ہے جیسا کہ بیان کیا ہی عینی نے شرح بخاری مین کہ یزید بن زیاد کو ثقہ کہا ہے عجلی اور یعقوب
بن سفیان اور احمد بن صالح اور ساجی اور ابن حبان نی اور روایت کیا ہے حدیث اسکی کو مسلم
اور ابن خزیمہ نی اور کہا ابن حجر نے تہذیب مین کہ روایت کیا ہی اس سے بخاری اور مسلم نی اور
کہا مسلم نے بیچ مقدمہ صحیح مسلم کے کہ نام صدق اور تعاطی علم کا شامل ہے عطا بن سائب اور یزید
بن ابی زیاد اور لیث بن ابی سلیم جیسون کو اور کہا عینی نے کہ فقط یزید بن زیاد اکیلا راوی اس حدیث
کا نہین بلکہ روایت کیا ہے اس حدیث کو عیسی بن عبد الرحمن نے ابی لیلی سے اور کہتا ہون مین
کہ اسیطرح روایت کیا اسکو حکم نے ابن ابی لیلی سے جیسا کہ ابوداود وغیرہ نی روایت کیا ہی حدیث
براء بن عازب کو جو فصل اول مین مذکور ہو چکی ہے **واذا سمعت ہذا فلا تظنک شاکا ان**
**الاعتراض المذکور فریۃ بلا مریۃ قال** ان قیل قد قال الترمذی بعد نقل حدیث عبد اللہ
بن مسعود من احادیث النفی ان ہذا حدیث حسن انتہی لم یحکم بصحتہ فکیف اذا حکمتم بہا
قلت ثابت علی شرط الشیخین فی الصحۃ والسند الذی اوردہ الترمذی لحدیث ابن مسعود
صحیح علی شرط مسلم لکن الترمذی اذا اطلق الحسن لا یرید بہ المعنی المقابل الصحیح بل ہو اعم منہ ولہذا
یقول فی کثیر من الاحادیث ان ہذا حدیث حسن صحیح وقد قال الترمذی بنفسہ فی اخر کتابہ
الجامع وما قلنا فی کتابنا حدیث حسن فانما اردنا بہ ان کل حدیث یروی ولا یکون راویہ متہما
بالکذب ویروی من غیر وجہ نحو ذلک ولا یکون شاذا فہو عندنا حدیث حسن انتہی ولا اخفاء
ان ہذا التفسیر یشمل الصحیح ایضا وقد صرحوا بان الترمذی فی اصطلاحہ ہذا خالف جمہور
المحدثین فلا یکون الحکم منہ بحسنہ نفیا للحکم بصحتہ ومن قول الترمذی یظہر رد قول ابن الہمام
انہ لم یثبت حدیث ابن مسعود مع ان ہذا الجرح غیر مفسر وہو غیر مقبول کما تقدم انفا **اقول**
**وباللہ التوفیق** یعنی اگر کوئی سوال کرے کہ حدیث عبد اللہ بن مسعود کو حسن کہا ہی ترمذی نے
نہ صحیح پس تم کسطرح سی صحت اوسکے ثابت کرتی ہو **جواب** اوسکا یہ ہے کہ حسن کہنا ترمذی کا
کسی حدیث کو منافی صحت کی نہین کیونکہ حسن نزدیک اوسکے شامل ہے حدیث صحیح کو جیسا
کہا ہی ترمذی نے بیچ آخر کتاب اپنی کے کہ بیشک مراد ہمارے حدیث حسن سے یہ ہی کہ راوی جسکا

حدیث کا متہم نہو ساتھہ کذب کے اور روایت کی گئی ہو کئی وجہ سے اور نہو شاذ بموجب قول ترمذی
کے رد ہوا قول ابن مبارک کا کہ حدیث ابن مسعود رض کی ثابت نہیں قال ان قیل قد قال الفیروزآبادی
فی الصراط المستقیم بعد ما ساق الکلام علی اثبات الرفع فی الحالتین المذکورتین از کثرت روایت
یعنی بمتواتر مانند است چہار صد خبر و اثر درین باب صحیح شدہ و عشرہ مبشرہ روایت کردہ اند کہ لایزال
برین منوال بودہ تا ازین جہان رحلت کردہ و غیر ازین ثابت نشدہ انتہی قلت ھذا الکلام مشتمل علی
افراط عظیم واجتراء جسیم اذ لا یصح من الاحادیث الدالة علی اثبات الرفع اربعمائة حدیث ولا
مائة واحدة بل ولا خمسون بل ولا عشرون بل ولا خمس عشرة نعم قد حقق الحافظ جلال الدین
السیوطی الذی هو اعلم بالحدیث من الفیروزآبادی حتی کان ملقبا بخاتمة المحدثین انه مروی
عن ثلاثة وعشرین صحابیا انتهی لکن لم یحکم بکون احادیثهم صحیحة بل الصحیح منها ان
یکون نحو الستة او السبعة او قریبا من ذلک ومن ادعی الزیادة علی ذلک فعلیه البیان بالبرهان
اذ الدعوی بلا دلیل لا تسمع علی ان تلک الاحادیث الستة والسبعة ایضا لا تخلو عن مقال
وکلام للمحدثین فی اسانیدها وفیما یتعلق بها کما لا یخفی علی المطلع علی فن الحدیث وما
نقله الفیروزآبادی عن العشرة المبشرة فی دوام فعله صلی الله علیه وسلم الرفع الی وقت وفاته
فلم یصح فیه حدیث واحد فضلا عن روایة العشرة له نعم وقع ذلک فی روایة واحدة عن ابن عمر
مذکورة فی سنن البیهقی لکن سنده غیر صحیح ومن ادعی صحته او صحة غیره فی ذلک فعلیه البیان
والعجب العجاب من الفیروزآبادی انه یقول غیر ازین ثابت نشدہ یعنی در باب رفع فقد نفی بهذا القول
مبلغا من الاحادیث الثابتة التی صح بعضها علی شرط الشیخین وبما ذکرنا ظهرت صحة ما قاله الشیخ
عبد الحق الدهلوی فی شرحه علی الصراط المستقیم کہ مصنف درینجا سخن بمبالغہ کردہ و از حد در گذرانیدہ
وحق آنست کہ اخبار و آثار در ہر دو جانب موجود است پس با رفع و عدم آن باختلاف اوقات ہر دو
بود یا اول رفع بودہ و در آخر منسوخ شد اکنون دلائل ترک رفع را ذکر کنیم تا حق ظاہر شود الی آخر ما قال
**اقول وباللہ التوفیق** یعنی اگر کہا جاوی کہ فیروزآبادی نے صراط مستقیم میں لکھا
ہی کہ چار سو حدیث صحیح رفع الیدین میں وارد ہیں اور عشرہ مبشرہ سے مروی ہے کہ آنحضرت
آخر عمر تک رفع یدین کرتے رہے ہیں تو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ کہنا اسکا سراسر غلط ہے اور

بعد تحقیق کے لکھا ہی جلال الدین سیوطی نی کہ رفع یدین کا روایت کیا گیا ہے تیئیس ۲۳ صحابہ سی لیکن
نہین بیان کیا کہ احادیث صحابہ مذکورین کے صحیح ہین یا نہین بلکہ احادیث صحیحہ اس باب مین قریب
چھہ سات کی ہین اور زیادہ انکی دعوی کرنیوالا مدعی بلادلیل ہے علاوہ برین ان احادیث مین
بہی بعض محدثین کو کلام ہے اور کہنا فیروزابادی کا کہ روایت کیا ہے عشرہ مبشرہ نی ہمیشہ رفع یدین
کرنا انحضرت ص کا بالکل غلط ہی کیونکہ ایک حدیث بہی اس باب مین صحت کو نہین پہونچی اور روایت
عبد اللہ بن عمر کے جو مذکور ہے بیہقی مین صحیح الاسناد نہین اور کہنا فیروزابادی کا کہ عدم رفع یدین
کو کوئی حدیث ثابت نہین ہوئی خالی تعصب سے نہین کیونکہ صحت اسانید احادیث عدم رفع مذکورہ
ایسی ہی کہ اظہر من الشمس وابین من الامس ہے اسیوطی کہا ہی امام بخاری رح نے کہ اسانید عدم رفع
کی بڑہ کر ہین اسانید رفع سی یعنی صحت مین دونو برابر ہین بخاری کے قول صاحب التنویر کا قوله
فی الحدیث الشریف من بلغه عنی حدیث ثم رده فانا خصمه یوم القیمة الجواب اراد سائل
لفظ این حدیث رد سوال اگر برای آنست کہ لفظ رد شامل است مر ترک عمل را او کو علی الوجه المشروع
بطهل الاجتهاد والتقلید کما سیأتی بیانه پس غیر مسلم است شمول لفظ رد مر آنرا و من ادعی شمول
فعلیه البیان و اگر اراده آن برای آنست کہ مراد بلفظ رد ترک اعتقاد است بمعنی انکار حدیث یا بمعنی
ترک عمل بر وجہ تمرد و عناد والعیاذ باللہ تعالی من ذلک پس ہیچ یکی از علمای امت را خلاف نیست
در آنکہ رد بمعنیین مذکورین ضلالت است و متصف بآن ضال و محل اختصام حضرت رسول نبی الکمال
صلی اللہ علیہ وسلم کما لا یخفی علی اہل الفضل والافضال اقول و باللہ التوفیق یعنے فرمایا انحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص کو پہونچی میری سے کوئی حدیث پہر رد کری اوسکو پس مین
جہگڑونگا اوس سے دن قیامت مین اگر مراد سائل کے بیان کرنے اس حدیث سی یہی کہ رفع
یدین نکرنیوالونکا عمل اوپر حدیث عبد اللہ بن مسعود وغیرہ کی ہے اور احادیث رفع الیدین کی نزدیک
اونکی لائق عمل کے نہین ہین اسیطرح رفع یدین کرنیوالونکا عمل اوپر حدیث عبد اللہ بن عمر وغیرہ
کی ہے اور احادیث رفع الیدین کی نزدیک اونکی لائق عمل کے نہین ہین اسیطرح رفع یدین کرنیوالونکا
عمل اوپر حدیث عبد اللہ بن عمرو وغیرہ کی ہی اور احادیث عدم رفع کی نزدیک اونکے لائق عمل کے نہین
ہین اور بغیر اس قانون کے احادیث متخالفہ پر عمل ممکن نہین اس اس عمل کو رد مین داخل کرنا

کرنا متقدمین نے گویا اپنے آپ کو بسبب ترک کرنے حدیث عبد اللہ بن مسعود وغیرہ کی کو وعید شدید
حدیث مذکورہ مین بالیقین داخل کرتا ہے لان المرء یؤخذ باقرارہ خلاصہ کلام کا یہ ہی کہ معنی رد کی یہ
ہین کہ عناد سی حدیث کا انکار کرنا اور ترک حدیث کی بسبب کسی وجہ کی داخل رد نہین جیسا کہ
ترک کیا حضرت عمر رضہ اور اسود اور عائشہ صدیقہ رضہ نے حدیث فاطمہ بنت قیس کو عن ابی اسحاق
قال کنت مع الاسود بن یزید جالسا فی المسجد الاعظم ومعنا الشعبی فحدث الشعبی بحدیث
فاطمہ بنت قیس ان رسول اللہ صلعم لم یجعل لہا سکنی ولا نفقۃ ثم اخذ الاسود کفا من حصی
فحصبہ بہ فقال ویلک تحدث بمثل ہذا قال عمر لا نترک کتاب اللہ بقول امرأۃ
لا ندری احفظت ام نسیت لہا السکنی والنفقۃ قال اللہ تع عز وجل لا تخرجوہن من
بیوتہن ولا یخرجن الا ان یاتین بفاحشۃ مبینۃ وفی روایۃ قالت عائشۃ ما لفاطمۃ
بنت قیس خیر ان تذکر ہذا الحدیث وفی بعضہا ان عائشۃ انکرت ذلک علی فاطمۃ رواہ مسلم
یعنی بیان کیا ابی اسحاق نے کہ تہا مین ساتھ اسود کی بیٹھا ہوا بڑی مسجد مین اور ساتھ ہمارے شعبی
تہا حدیث بیان کی شعبی نے فاطمہ بنت قیس کے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد
مطلقہ ہونے اسکے کے یہ حکم لگایا کہ مکان اور نفقہ عدت ذمہ شوہر کی نہین اسود نے ایک مٹہی
سنگریزون کی شعبی کو مار کر کہا کہ افسوس ہے تیری پر کہ بیان کرتا ہی ایسی حدیث کو اور فرمایا حضرت
عمر رض نے کہ نہین چھوڑتے ہم قران کو ساتھ قول عورت کی نہین جانتی ہین ہم کہ یاد رہا اسکو فرمانا
آنحضرت کا یا بہول گئی ہی عورت مطلقہ کو مکان اور نفقہ عدت کا ضرور ملنا چاہیئے فرمایا خدا
جل جلالہ نے نہ نکالو تم اون عورتون کو مکانات سی اور نہ نکلین وہ الا اگر لاوین گناہ ظاہر اور ایک
روایت مین یون آیا ہی کہ فرمایا عائشہ صدیقہ رض نے کہ نہین بہتر واسطی فاطمہ کے بیان کرنا اس حدیث
کا اور بعض روایات مین یون وارد ہی کہ عائشہ صدیقہ نے انکار کیا اوپر فاطمہ کے اس امر مین روایت
کیا اسکو مسلم نے **قولہ** ہر کہ خواند یا خوانانند کتب حدیث را و عمل نکند بر غیر
احادیث مذہب آن شخص ضال و مضل باید گفت **الجواب** اگر ترک میکند عمل را بران بر وجہ
عناد و تمرد و طغیان البتہ کسیکہ آن ضلالت ہست و اگر ترک میکند آنرا نہ بر وجہ مذکور بلکہ ترک
نمود آنرا عالم غیر مجتہد بواسطہ قصور فہم خود از اطلاع کما ینبغی بر حقائق قران و حدیث

و تقلید نمود یکی را از مجتهدان دین که بمنزلهٔ ترجمان آنحضرت اند صلی اللہ علیہ وسلم پس آنرا ضال و مضل
نباید گفت زیرا که جمهور علما بر آن اند که واجب است بر عامی و بر عالم غیر مجتهد تقلید یکی از مجتهدان لا علی
التعیین لان غیر المجتهد عاجز عن النظر الکامل فی الدلیل صرح بذلک العضد فی شرح
منتهی الاصول وفی فصول البدائع وغیرهما و جائز است مر شان را تقلید مجتهد معین و شک نیست که هرچه
واجب و جائز مستحق وصف بضلال و اضلال نباشد و همچنین اگر ترک نمود مجتهدی عمل بعض احادیث
را بواسطهٔ علم بضعف سند او یا نسخ او یا معارضهٔ او با قوی از و یا امثال آن یا قیاس کرد عند عدم وجدان
النص جائز نباشد نسبت او بضلال یا به اضلال کما لا یخفی علی ارباب الکمال و هیچ شک نیست که سرمایهٔ
مقصود هر مومنی کلام اللہ عز و جل و کلام رسول او است صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تع اطیعوا اللہ
و اطیعوا الرسول **اقول وباللہ التوفیق** یعنی اگر کوئی سوال کرے کہ جو شخص علم حدیث
کا پڑھا ہوا کر عمل نہیں کرتا اون احادیث پر جو برخلاف مذہب اپنے کے پاتا ہے بلکہ اونکی تاویل موافق
مذہب اپنے کے کرتا ہے پس ایسے شخص کو ضال اور مضل کہنا شرعًا درست ہے یا نہیں تو جواب اسکا
یہ ہے کہ ایسی شخص گمراہ کہنی والا بیدین ہے کیونکہ یہ طریقہ اور روش صحابہ کبار سے منقول ہے جیسا
کہ حدیث فاطمہ بنت قیس کے پر عمل کیا حضرت عمر وغیرہ رض نے بلکہ تاویل کی اوس حدیث کی بعض
نے اسطور پر کہ مراد فاحشہ مبینہ سے آیت مین بموجب قول عائشہ صدیقہ رض اور ابن عباس
نافرمانی اور سوء خلقی ہے کما قال النووی فی شرح المسلم قال ابن عباس و عائشہ رض المراد
بالفاحشة هنا النشوز و سوء الخلق سو فاطمہ مذکورہ سوء خلق یعنی لسانی اور زبان دری
کی اوسنی ساتھ برادری شوہر اپنی کے اسیواسطے حکم کیا آنحضرت م اوسکو نکلنیکا مکان شوہر اوسکے
سے وفی النووی واجاب هؤلاء عن حدیث فاطمة بما قاله سعید بن المسیب وغیره انها
کانت لسنة واستطالت علی احمائها فامرها بالانتقال وقال النووی وفی هذا الحدیث
فوائد منها جواز انکار المفتی علی مفت آخر خالف النص او عمم ما هو خاص لان عائشة
انکرت علی فاطمة تعمیمها ان لا سکنی للمبتوتة و انما کان انتقال فاطمة لعذر بذائتها او خوف علیها
انتہی ملخصا حاصل کلام یہ ہے کہ صحابہ کرام جس حدیث کو مخالف مذہب اپنے کی پاتے بدون تاویل کے
اوسپر عمل نہیں کرتے تھے اسیطرح ائمہ اربعہ موافق صحابہ کرام کی عمل کرتے رہے بلکہ اس عمل دائم

انحضرت نے پسند نہ کر جو کہا عن ابن عمر قال قال النبی صلعم یوم الاحزاب لا یصلین احد
العصر الا فی بنی قریظة فادرک بعضهم العصر فی الطریق فقال بعضهم لا نصلی حتی ناتیها و قال
بعضهم بل نصلی لم یرد منا ذلک فذکر للنبی فلم یعنف احدا منهم رواہ البخاری یعنی فرمایا انحضرت
نے صحابہ کو کہ نہ پڑھے کوئی تم سے عصر کو مگر بنی قریظہ میں پس وقت آ گیا عصر کا بعضوں کو راہ میں پس
قضا کی نماز عصر کی بعض نے بموجب ظاہر اس حدیث کی اور ادا کی بعض نے اوسی وقت یہ سمجھکر
کہ مراد انحضرت کی شتابی پہونچنا ہی نہ قضا کرنا نماز کا پھر ذکر کیا گیا یہ امر روبرو رسول مقبول کی
پس سرزنش نہ کی کسی فریق کو **فایدہ** پس جو شخص عمل درآمد ائمہ اربعہ کو جو اس
حدیث شریف کی موافق ہے جور اور تمرد اور دیگر الفاظ ناشایستہ متبعین مذاہب پر اطلاق کرتے
سخت گمراہ اور بیدین ہے کیونکہ یہ طعن حقیقت میں صحابہ کرام بلکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے
اور آیت کریمہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم صاف دال ہے اوپر لازم ہونے
تقلید کی کما حررت فی رسالتنا المسماة بانتصار الاسلام **سوال** مقلدین واسطے ثبوت تقلید معین کے
اس آیت کو دلیل پکڑتے ہیں اور حالانکہ یہ آیت عام ہی قال اللہ تعالی اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول
و اولی الامر منکم یعنی تابعداری کرو خدا کی اور حاکموں اہل اسلام کی اور اگر اولی الامر سے مراد علما
لیجے تو تخصیص ابو حنیفہ کی سوا باقی ائمہ کی کہاں سے نکلتی ہے **اقول و باللہ التوفیق** علما
محققین کے نزدیک تقلید ایک امام کی ائمہ اربعہ سے واجب ہے یعنی اگر کوئی شخص کافر تھا پہر اللہ نے اوسکو
اسلام سے مشرف کیا اگر ایسے مقام میں مسلمان ہوا کہ جہاں مذاہب اربعہ کے علما موجود ہیں مثل
حرمین شریفین کے تو اوس شخص کو اختیار ہے کہ ایک مذہب کو اختیار کر لے قال الملا علی القاری فی
بعض تصانیفه وجب علیه حتما ان یعین مذهبا من هذه المذاهب اما مذهب مالک او غیره
ولیس له ان ینتقل من مذهب الشافعی ما یهواه و من مذهب غیره فی البعض ما یرضاه لانا
لو جوزنا ذلک لادی الی الخبط و الخروج عن الضبط حاصله یرجع الی نفی التکلیف لان
مذهب الشافعی مثلا اذا اقتضی تحریم شیء و مذهب غیره اباحة ذلک الشیء او عکس ذلک فهو
ان شاء مال الی الحلال و ان شاء مال الی الحرام فلا یتحقق الحل و الحرمة حینئذ ففی ذلک
اعدام التکلیف و ابطال فایدته و استیصال قاعدته و ذلک باطل انتہی ترجمہ اسکا یہ ہےکہ لکھا

ملا علی قاری نے بیچ بعض تصنیف اپنی کے کہا ہے واجب ہے اوسپر کو معین کرے ایک مذہب کو مذاہب اربعہ سے
یعنی یا شافعی ہو جمیع مسائل مین یا حنفی علی ہذا القیاس اور نہین اوسکو کہ لیوے مذہب شافعی سے
بعض مسائل موافق خواہش اپنی کی اور مذہب غیر سے باقی مسائل اپنی پسند کے موافق کیونکہ اگر جائز رکھین
ہم اسکو تو البتہ پہونچاویگا طرف نکار تکلیف کے اسواسطے کہ مذہب امام شافعی کا مثلا مقتضی ہوا حرمت ایک
شی کو اور مذہب غیر کا مقتضی ہوا اباحت اوسکے کو پس اگر وہ شخص بموجب خواہش اپنی کی کبھی حلال
بنا لیوے اوس شی کو اور کبھی حرام تو اس سے دور کر دینا شریعت کا لازم آتا ہے اور وہ شخص اس آیت کے
وعید مین داخل ہوگا افمن اتخذ الٰہہ ہواہ الخ و ایضا قال شاہ ولی اللہ فی الانصاف بعد المائتین ظہر
فیہم التمذہب باعیانہم وکان ہذا ہو الواجب فی ذلک الزمان انتہی ملخصا کہا شاہ ولی اللہ صاحب
نے بیچ انصاف کے بعد دو سو کے ظاہر ہوا اونمین پکڑنا ایک ایک مذہب کا اور تھا یہ واجب اوس زمانہ
وقال الشعرانی فی المیزان وجب علی العامی التقلید بمذہب واحد خوفا من الوقوع فی الضلال
وعلیہ عمل الناس الیوم انتہی ملخصا کہا شیخ عبد الوہاب شعرانی نے میزان مین واجب ہی عامی پر
تقلید مذہب ایک کے واسطے ڈر گمراہی کے اور اسی پر عمل ہے لوگون کا اب امام غزالی اور میران پیر اور شیخ احمد
سرہندی اور ہزارہا علما کی کلام دال ہے اوپر وجوب تقلید کی اگر لکھے جاوین عبارتین اون سبکے
تو ایک کتاب عظیم الشان طیار ہوا اور آیت مذکورہ بھی صاف دال ہے اوپر وجوب تقلید معین کے
بلکہ فرضیت پر کیونکہ اگر بموجب کہنے تمہارے کے اولی الامر سے حکام اہل اسلام کی لیے جاوین چنانچہ
امام بخاری بھی اس آیت کو کتاب الاحکام کی ابتدا مین لایا ہی پس اطاعت حاکم اہل اسلام کی فرض
ہوئی اور امام بخاری نے ایک باب واسطے وجوب اطاعت امام اور نائب اوسکے کے منعقد کیا ہے
دو تین حدیثین اوس باب کی بطور اختصار کے بیان کرتا ہون قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اسمعوا واطیعوا وان استعمل علیکم عبد حبشی فرمایا حضرت نے سنو اور قبول کرو اگرچہ
حاکم کیا جاوی تمپر غلام حبش کا یعنی اگرچہ قوم حاکم کے رذیل ہو لیکن بعد حاکم ہونے اوسکے اطاعت
اوسکی لازم ہی اور ایک حدیث مین اطاعت کو مقید کیا ہے ساتھ مالم یؤمر بمعصیۃ کے یعنی جبتک حکم
نکرے ساتھ گناہ کے یعنی اگر ایسا حکم کرے کہ وہ حکم مخالف کسی آیت یا حدیث کی ہے اوس وقت
اوسکی اطاعت منع ہے کیونکہ اسسے اطاعت قرآن اور حدیث کی دور ہوتی ہے اور فرمایا حضرت نے

نے من رای من امیرہ شیئا فکرھہ فلیصبر فانہ لیس احد یفارق الجماعۃ شبرا فیموت
الامات میتۃ جاھلیۃ جس شخص نے دیکھا حاکم اپنے سے کوئی امر پس برا معلوم ہوا اوسکو پس چاہیے
کہ صبر کرے کیونکہ جو شخص جدا ہوا جماعت سے ایک بالشت بھر پھر مر گیا مرنا اوسکا جاہلیت کا ہے اس
حدیث سے کمال درجہ کی فرمانبرداری ثابت ہوئی پس خلاصہ مطلب آیت اور احادیث مذکورہ کا یہ ہے
کہ اطاعت حاکم اہل اسلام کی بشرطیکہ وہ کام شرعا گناہ نہو فرض ہے اگرچہ حاکم کے اعمال مین کچھ خلل ہو
لیکن رعایا کو اطاعت اوسکے سے برگشتہ ہونا بیدینی ہے پس تقلید ایک امام کی ائمہ اربعہ سے واجب
بلکہ فرض ہوئی کیونکہ قدیم الزمان سے تقلید بحکومت اہل اسلام مین جاری ہے اور منکر تقلید پر سلطان
روم سے حکم واسطے تعزیر کے نافذ ہے پس منکر اس لزوم کا گویا منکر ہے قران اور احادیث نبویہ کا

**سوال** اگر کوئی روایت امام کی مخالف قران یا حدیث کے ہو تو اوس وقت عمل کرنا مذہب پر بموجب
اطاعت حاکم کے کب درست ہے **جواب** پایا جانا روایت مفتی بہ کا مخالف آیت یا حدیث کے
بالکل محال ہے اگر بالفرض ایسی روایت کہ جسکے سند آیت یا حدیث سے نہو اور مخالف ہو اور قطعیہ
کے اوس وقت تقلید پر اڑنا گمراہی ہے لیکن آجتک کسی مخالف سے ثبوت ایسی روایت کا نہیں ہوسکا
کیونکہ جو اونکے زعم مین بے سند معلوم ہوتی ہین علماء حنفیہ نے اونکی سند کلام اللہ یا حدیث سے
ثابت کر دی ہے اگر اولی الامر سے مراد علما ہون تو بھی وجوب بلکہ فرضیت تقلید کے ثابت ہوئی
کیونکہ علماء ممالک اہل اسلام کی سب متفق ہین اوپر گمراہ ہونے غیر مقلدین کے اور امت مقبولہ
سے ہونا اون لوگون کا بسبب غلبہ اور تسلط کے جو خدا تعالی نے بیچ اہل حق کے وعدہ فرمایا ہے
آیات و احادیث سے ثابت ہے قال اللہ تعالی ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا
عبادی الصالحون فرمایا اللہ جل شانہ نے اور البتہ تحقیق لکھا ہے ہم نے بیچ زبور کے پیچھے ذکر کرنے کے تحقیق
مالک ہونگے زمین کے بندے میرے نیک **فائدہ** مراد عباد سے بالاتفاق امت محمدیہ ہے اور زمین
عرب و شام و روم و مصر و مغرب و افغانستان وغیرہ مین ہمیشہ سے وراثت مقلدین کی چلی آتی ہے
پس یہ آیت صاف دال اوپر صالحین ہونے مقلدین کے ہے قال اللہ تع وعد اللہ الذین امنوا منکم و
عملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی
لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا وعدہ کیا اللہ نے اون لوگون سے کہ ایمان لائے تم مین سے

کام کئی اچھی البتہ خلیفہ کریگا اونکو بیچ زمین کی جیسا خلیفہ کیا تھا اون لوگونکو کہ پہلی اونسی تھے اور البتہ ثابت
کریگا واسطی اونکی دین اونکا جو پسند کی واسطی اونکی اور البتہ بدل دیگا اونکو پیچھی ڈر اونکی کے امن فایدہ
ہر شخص پر ظاہر ہے کہ ورثہ خلافت زمین کا بطور غلبہ اور امن کے بجز مقلدین کی کسی اہل اسلام کو نہیں ملا
اور غیر مقلدین مثل باقی فرقہای باطلہ کے ہمیشہ خوار اور ذلیل ہیں اور انکو کہیں امن نصیب نہیں حتی کہ حکومت
نصاری میں بھی جہان بڑی جماعت مقلدون کی رہتی ہیں مقلد کہلا کر اپنی آپ کو بچاتی ہیں پس یہ
لوگ مصداق علیہ ان آیات کی کسیوجہ سے نہیں ہوسکتے اور اسیطرح حدیث لا یزال من امتی امۃ قائمۃ
بامر اللہ لا یضرہم من خالفہم اور حدیث الجہاد ماض منذ بعثنی اللہ الی ان یقاتل آخر ہذہ الامۃ الدجال کما مر
تحقیقہا فی جواب المضمون الثانی دال ہیں اوپر فضیلت مقلدین کی کیونکہ بجز سلطان روم کی اور کسی کو امامت
جہاد کی کسیکو ہمیشہ حاصل نہیں اور وہ لوگ بڑی پابند مذہب سنیین کی ہیں پس جب فضیلت مقلدین
کی آیات و احادیث مذکورہ سے بوجہ احسن ثابت ہوچکی پس مخالف انکا بموجب آیت ومن یتبع غیر
سبیل المؤمنین نولہ ما تولی الآیہ اور احادیث من فارق الجماعۃ شبرا الحدیث اور لا تجتمع امتی
علی الضلالۃ وغیرہ کی بہتر میں داخل ہوکر ضال اور مضل ہوا آیات اور احادیث دال اوپر حقیت تقلید
بیشمار ہیں کہانتک ان اوراق میں بیان کیئجاوین واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم
ہو اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم — قال ولیکن چون لابد است و
اطلاع کما ینبغی بر حقائق کلام مذکورین از علم ناسخ و منسوخ و حقیقت و مجاز و ظاہر و نص و محکم
و متشابہ و مجمل و مأول و مشکل و علم اسماء الرجال کہ دانستہ شود بآن اسناد صحیحہ و حسنہ و ضعیفہ و مراتب
صحت و ضعف و علم مکی و مدنی و علم اسباب نزول و علم اوقات نزول علی قدر الامکان و علم وجوہ فرق
میان عبارت نص و دلالت و اشارت و اقتضای آن و علم عدم معارض مساوی یا اقوی و علم مواضع
اجماع و خلاف و علم متواتر و مشہور و شاذ و غریب خبر آحاد و علم عام و خاص و مطلق و مقید و مترادف
و منطوق و مفہوم و علم تفاسیر ماثورہ الی غیر ذلک من العلوم الکثیرۃ والامور العزیزۃ و حصول این علوم
مر غیر مجتہد را میسر نشود لاجرم ہر عامی و عالم غیر مجتہد را وقوف بر اسرار آنہا بغیر توسط مجتہد دست ندہد
چنانکہ جواہر نفیس ہا کہ در قعر دریای تحت امواج بی منتہا محتجب اند بہم رسیدن آنہا مر غیر غواص را متصور
نہ تا آنکہ اگر غیر غواص بطلب جواہر بدریا در شود بسیار باشد کہ بمقصود خود نرسد کہ در کثرت تلاطم

امواج خود غرق شود پس لازم باشد مر غیر عوارض را کہ عامی یا عالم غیر مجتہد است تا دامن غواص کہ
عبارت از مجتہد است بگیرد تا از وقوع در ورطۂ مہلکہ مامون گردد فاعتبروا یا اولی الابصار ولا حول
ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم **اقول وباللہ**
**التوفیق** یعنی علم ناسخ ومنسوخ وعلم حقیقت ومجاز وغیرہ جو واسطے تحقیق آیات اور احادیث کے
لابدی ہی سوای مجتہد کے اور کو حاصل نہین پس ہر عامی اور عالم غیر مجتہد کو سوای تقلید کرنیکے عمل کرنا دین
محمدی پر محال ہے یعنی جیسا کہ جواہرات بیش قیمت کا جو دریا کی تہ مین پوشیدہ ہین سوای غوطہ
زن کی ملنا اونکا محال ہے بلکہ ہلاک ہونیکا خوف ہے اسیطرح غیر مجتہد کو لازم ہی کہ بعین تقلید
کسی مجتہد کی مسایل اجتہادیہ پر عمل نکری اور پایا جانا مجتہد کا اس زمانہ مین بسبب عدم موجودگی شرایط
محالات سی ہے جیسا کہ ثبوت عدالت جمیع رواۃ جو مابین مجتہد اور آنحضرت صلعم کی واقع ہین
واسطے صحیح ہونے حدیث کے شرط ہی حالانکہ یہ شرط صدہا سال سے مفقود ہے پس اس زمانہ مین تقلید
کسی ایک امام کی ایمہ اربعہ مین سے بموجب آیت فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون ضروری ہے
ہی کما حققت فی انتصار الاسلام وہو ہذا **سوال** اگر غور سے دیکھا جاوی تو بہت آیات قران
کی منع کرتے ہین ایسے تقلید کو کہ رای مجتہد کو مثل حکم خدا کی جانی اور صحیح حدیث اوسکے مقابل نہ مانے
فرمایا اللہ جل شانہ اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ یعنی پکڑا انہی علما اور مشایخ کو
معبود سوا اللہ کی یعنی اونکا کہا مثل خدا کی کہنے کے سمجھتے ہین اور مولوی اسمعیل صاحب نے اس تقلید
کو شرک اور کفر لکھا ہے **اقول وباللہ التوفیق** اس آیت مین مذمت علما یہود اور
نصاری کی بیان ہے کہ جو واسطے طمع دنیا کی احکام شرعیہ کے مخالف حکم دیکر لوگون کو ممنون ا
اپنا کرتے تھے فرمایا رسول اللہ صلعم انما ہلک الذین قبلکم انہم کانوا اذا سرق فیہم الشریف
ترکوہ واذا سرق فیہم الضعیف اقاموا علیہ الحد فرمایا حضرت نے بیشک ہلاک ہوئی پہلی لوگ
بسبب اسکی کہ اگر چوری کرتا کوئی شریف حد نہ جاری کرتے اوسپر اور اگر غریب پر چوری ثابت ہوتی
تو اوسپر حد سرقہ کی لگاتی ۔ مقلدین مذاہب اربعہ کی جو امام کی قول کو کسی آیت یا حدیث کا ... سمجھکر عمل کرتے ہین ہرگز مورد اس آیت کی نہین بلکہ ائمہ مجتہدین کی اطاعت کو شاہ عبد العزیز صاحب
نے تفسیر عزیزی مین فرض لکھا ہے اور عبارت اونکی یہ ہے ۔ باید دانست کہ اطاعت غیر او تعالی

بالاستقلال کفر است و معنی اطاعت غیر بالاستقلال آنست که او را مبلغ احکام او تعالی شمرده ربقۂ اطاعت
در گردن اندازد و این هم نوعی از شرک که در آیۂ اتخذوا احبارهم الآیہ نکوهش آن فرموده اند لیکن
اطاعت آنها بحکم خدا فرض است شمرده اند از انجمله مجتهدین شریعت اند حکم ایشان بطریق
واجب مخیر لازم الاتباع بر عوام است زیراکه فهم اسرار شریعت ایشان را میسر است قال اللہ تعالیٰ فاسئلوا
اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون وجه فرق در اطاعت و عبادت که در شریعت اطاعت غیر را جایز بلکه واجب
ساخته اند و عبادت غیر او بهیچ حال روا نداشته آنست که اطاعت بجا آوردن حکم کسیکه او شایان حکمرانی
هست و لیاقت حکمرانی در غیر او تعالی نیابۃ نیز متصور است مثل رسول و حاکم بخلاف عبادت که حقیقت او
غایت تذلل است پس شایان نیست مگر کسیکه غایت عظمت داشته باشد و آن منحصر در یک ذات حق است
و بس و بسبب آنکه جهال فرق نمیکنند در معنی اطاعت و عبادت در ورطۂ تحیر می افتند و مشرکین هر فرقه
ایشان را الزام میدهند که شرک در هر مذهب و دین هست زیراکه اطاعت غیر اللہ در جمیع ادیان مسلم است
مثل اطاعت پیغمبر و مرشد و مجتهد انتهی ملخصا اور مولوی اسمعیل صاحب نے بھی اطاعت بالاستقلال
غیر اللہ کو شرک لکھا ہوگا ورنہ یہ قول اونکا مخالف ہی آیت فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون
کی پس تا بعدار اس قول مولوی اسمعیل صاحب کے کا مورد آیت اتخذوا احبارهم الآیہ کا ہوگا واللہ
اعلم و علمه اتم **تمت** قال صاحب التنویر فنقول احادیث الرفع اشهر من حدیث الناصیة
**اقول وباللہ التوفیق** قیاس مع الفارق لانه لا معارض لحدیث الناصیة بخلاف
حدیث الرفع کما مر **قال** صاحب التنویر قال الترمذی وفی الباب عن عمر وعلی
**اقول وباللہ التوفیق** یرده ما روی ابن مسعود عنهم رضی اللہ عنہم عدم الرفع کما مر **قال**
صاحب التنویر ولیعلم اولا ان المدعی هو المثبت للنسخ **اقول وباللہ التوفیق**
بل الامر بالعکس لان من ادعی کون الرفع سنة یلزم ان یثبت کونه غیر منسوخ لان المراد
بالسنة علی ما ذکرت فی اول التنویر ما فعله النبی صلی اللہ علیہ وسلم او الخلفاء او امروا به او قرروا علیه
قرینة ولم ینسخ ولم یترک بالاجماع انتهی فتامل فانه دقیق **قال** فی التنویر والاستدلال
بقول ابن مسعود علی عدم رفع غیر قوی فانه ربما یشبه فعل مشتمل علی صفات بفعل
آخر کذلک باعتبار اشتراک اکثر الصفات **اقول وباللہ التوفیق** نعم لکن ما

ما اخرج الدارقطني عن ابن مسعود النص ع بكونه صلى الله عليه وسلم وابو بكر وعمر لم يرفعوا
ايديهما الا عند تكبيرة الاولى كما مر يدل على ان هذا الاستدلال قوي قال في التنوير والبناء
آثار الصحابة وقد سلف في المقدمة ان فهم الصحابة ليس بحجة اقول وبالله التوفيق يريد
ما ذكر اولا في تعيين السنة فانه يدل على كون فهم الخلفاء حجة وقد ثبت عن الخلفاء عدم
الرفع على ما اخرج الدارقطني كما مر قال في التنوير ان رفعه كان قربة لان افعال الصلوة
كلها عبادة اقول وبالله التوفيق ارسال اليدين قبل الركوع وبعده ايضا من افعال الصلوة
فكان قربة فيلزم عليك حط القول بكون الارسال سنة موكدة لان استحباب الرفع
الذي هو مدعاكم لا يدل الا على انه رفع اليدين كان مرة او مرتين لكن الارسال الذي
هو من افعال الصلوة كان دائما او اكثر وهو من شعار سنن الهدى فاحفظه لعلك
لا تجد في غير هذه الرسالة قال في التنوير ما يفهم من قوله فتركنا من الاجماع على الترك
تعارض له آثار اقول وبالله التوفيق مع كونه لا اسناد فهم الصحابة جاءت في كلا الطرفين
ويمكن التطبيق بجعله في اول الامر كما هو مفاد قوله فتركنا فمن ادعى سنية الرفع يلزم عليه
اثبات كونه غير متروك بالاجماع لدخوله في مفهوم السنة على تفسيره كما مر في الكلام على
السنة فقط بل من اثبات المقدمة الممنوعة اعني كونه غير متروك بالاجماع كما فعل صاحب
التنوير لا يجديه كما لا يخفى على من له مسكة في علم المناظرة قال واما قول ابن الزبير انه محدث
النسخ لم يوجد له اصل عند المحدثين اقول وبالله التوفيق كيف وقد نقل فيما مر عن
الدهلوي كما مر قال فقد يجوز ان يخفى ذلك كما خفي عليه اخذ الركبة في الركوع
وكان يطبق يديه على الامر الاول اقول وبالله التوفيق اخفاء اخذ الركبة
ممكن لانه لم يكن الا خلف النبي صلى الله عليه وسلم بخلاف الرفع على ان قوله رفع فرفعنا وترك فتركنا كما
مر نص على كونه غير خفي عنده قال المقام الثامن بيان عدم الاجماع على تركه فان
ابا بكر وعليا وابن عمر وجابر ابن عبد الله وابا هريرة وعبد الله بن الزبير كانوا يرفعون
اقول قد روينا عنهم ما يعارضه كما سبق والانكار على الرفع كما روي عن ابن الزبير
يدل على كونه منكرا قال والقول بان عدم الرفع سنة ليس بسديد فان مصلي الركعتين بعد جمع

ليس كمصلي الاربعة اقول وبالله التوفيق ليس الامر كما زعمتم فانا نفعل فعل الاوساط
كما تفعلون فعل الرفع بل الاوثق ان يمثل الرفع بالتطبيق في الركوع الذي كان في ابتداء
الاسلام ثم لا يزال الذي عبر بعض الرفع ما خذا الركبة في الركوع فليحفظ قال انما حكى مجاهد هذا
فعل ابن عمر ولا عموم له فانه لم يقل انه كان لا يرفع ابدا اقول وبالله التوفيق اقتضاء
يكون عدم الرفع فعله مع كونه منكرا في قول التيمي حيث قال بعد تحريف السنة
فيقولون لنا فعل خرج به عن الرفع فان العدم ليس بفعل نعم اذا كان العدم مستمرا انتهى نعم ما قيل الحق
يعلو ولا يعلى وما روى مجاهد عن ابن عمر بلفظ عشر سنين كما سبق في الآثار يثبت العموم
له فاحفظه قال وما قيل ان قول ميمون لابن عباس اني رأيت ابن الزبير صلى صلوة لم ار احدا
يصليها يدل على انه لو كان هذه السنة غير منسوخة لما يتركها الاكثرون فجوابه ان ميمونا
لم يصحب الكبار الصحابة ولم يثبت رواية عنهم غاية ما في الباب انه يثبت غرابة هذا الفعل
في قرن التابعين ولا استبعاد في خفاء سنة فيه كما خفي التكبير عند كل خفض ورفع في الصلوة
في هذا القرن كما روى البخاري اقول وبالله التوفيق هذا الكلام يدل على ان حديث
رفع اليدين ليس من المشاهير لان المشهور ما اشتهر في زمان التابعين كما بين في اصول الحديث
مع انه ادعى في اول الامر انه مشهور حيث قال فنقول احاديث الرفع اشهر من حديث [illegible]
قال وما قيل انه تشبيه بالشيعة غير مفيد فانه لما ثبت سنية الرفع في حقنا مع انا
لا نعني تشبيها لفرق الضالة فلم يكن ممنوعا اقول وبالله التوفيق هذه مصادرة على
لان المدعي كون الرفع سنة جعل جزء الدليل قال لا نسلم اذا كان مجتهدا في مسئلة
لم يكن حنفيا كالصاحبين اقول وبالله التوفيق قياس هذا الزمان الذي فقد فيه
شرائط الاجتهاد على الزمان السابق غير مفيد قال ولم ينقل عن عوام الصحابة
والتابعين وغيرهم من السلف التزام شخص معين اقول وبالله التوفيق ليس الامر
كما قال لان ابو موسى الاشعري امر الناس بتقليد ابن مسعود حتى قال لا تسألوني ما دام هذا الحبر
فيكم كذا في البخاري والتفصيل في انتصار الاسلام قال ثم يستخرج من قول السبكي
جواز اتباع رخص المذاهب اقول وبالله التوفيق هذه زندقة تبرء عنها جميع الخلفا

قال اسمعیل القاضی دخلت علی المعتضد باللہ فدفع الی کتابا فاذا فیہ قد جمع لہ الرخص من
زلل العلماء فقلت مصنف ہذا زندیق فقال امختلق فقلت لا لیکن من اباح المسکر لم یبح المتعۃ
ومن اباح المتعۃ لم یبح الغناء وما من عالم الا ولہ زلۃ ومن اخذ بکل زلل العلماء ذہب دینہ
فامر بالکتاب فاحرق انتہی ملخصا **قال** واجمع الصحابۃ علی ان من یستفتی ابا بکر و
عمر فلہ ان یستفتی ابا ہریرۃ **اقول وباللہ التوفیق** لیس کما قال لان ابا ہریرۃ لم یکن
من اہل الفتوی بل کان من الرواۃ کان لا یعرف الناسخ من المنسوخ ولا یتامل فی المعنی
ولاجل ذلک حجر علیہ عمر عن الفتوی کذا ذکر علی القاری فی رد الروافض علی ان الاجماع
علی وجوب التقلید المعین کان بعد المائتین لا فی زمن الصحابۃ کما مر فالمنکر لا یکون الا
من الضالین لقولہ تعالی ومن یتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت
مصیرا **قال** دلائل الجانبین فی قراءۃ خلف الامام قویۃ لکن القراءۃ اولی **اقول**
**وباللہ التوفیق** لا دلیل للقراءۃ سوی حدیث عبادۃ بن الصامت وہو ضعیف لان
فی اسنادہ محمد بن اسحاق بن یسار مدلس رمی بالتشیع والقدر ونافع بن محمود وہو
مستور الحال کذا فی التقریب واما دلائل عدم القراءۃ من الآیات والاحادیث الصحیحۃ
والآثار اکثر من ان یحصی وان شئت فارجع الی الرسالۃ المسماۃ بالدلیل القوی علی ترک القراءۃ
للمقتدی وفی انتصار الاسلام من صفحہ ۹۰ سطر ۱۹ **سوال** آنحضرت کا مقتدیوں کو سورہ فاتحہ
پڑھنے سے منع کرنا **جواب** قال اللہ تعالی اذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم
ترحمون فرمایا اللہ جل جلالہ نے جس وقت پڑھا جاوے قرآن پس سنو تم اوسکو اور چپکے رہو تاکہ رحم کئے جاؤ
تم اور کہا امام احمد رح نے اجمع الناس علی ان ہذہ الآیات نزلت فی الصلوٰۃ یعنی اجماع کیا لوگوں
نے اوپر اس بات کی کہ نزول اس آیت کا نماز کے بارہ میں ہوا ہے سیوطی فرمایا آنحضرت صلعم نے انما
جعل الامام لیؤتم بہ فاذا کبر فکبروا واذا قرا فانصتوا یعنی بیشک کیا گیا ہے امام تاکہ تابعداری
کیجاوے اسکی پس جب تکبیر کہے امام تکبیر کہو تم اور جب پڑھنے لگے قرآن چپ رہو تم روایت کیا اسکو مسلم
نے اور کہا حضرت عمر رض نے لیت فی فم الذی یقرا خلف الامام حجرا یعنی کاشکے پتھر ہووین اوس
شخص کے مونہہ میں جو پڑھے پیچھے امام کے روایت کیا اسکو امام محمد نے موطا میں وفی المغنی کان عشرۃ

من اصحاب النبی ینہون عن القراۃ خلف الامام اشد النہی ابو بکر الصدیق و عمر الفاروق و
عثمان بن عفان و علی بن ابی طالب و عبد الرحمن بن عوف و سعد بن ابی وقاص و عبد اللہ بن مسعود
و زید بن ثابت و عبد اللہ بن عمر و عبد اللہ بن عباس و لم یثبت رضی اللہ عنہم علیہم فکان اجماعاً
انتہی ملخصاً یعنی یہ دس اصحاب کبار سخت منع کرتی تھی پڑھنے سی پیچھے امام کے اور کسی صحابی نے انکا تو
رد نہیں کیا پس ہوا اجماع صحابہ کا منع قرأت خلف امام پر - اور حدیث عبادہ بن صامت رض کی جو نص
صریح ہی واسطے پڑھنے سورہ فاتحہ کے پیچھے امام کے باوجود مخالف ہونے آیات اور احادیث قویہ کی ضعیف
ہی اکثر محدثین کی نزدیک کیونکہ راوی اسکا محمد بن اسحاق عیبی کیا گیا ہی ساتھ رفض اور قدریہ ہونیکے
قال فی التقریب محمد بن اسحاق رمی بالتشیع والقدر یہین طعن کرنیوالی امام پر در پردہ منکر ہین قران
اور حدیث اور اقوال صحابہ کے قال و التحقیق ان الجہر بالتامین اولی من خفضہ لان روایۃ جہرہ
اکثر واوضح من خفضہا **اقول و باللہ التوفیق** بل الامر بالعکس و ان شئت تحقیق
المقام فعلیک بالرسالۃ المسماۃ ببلوغ المبین فی اخفاء التامین فی انتصار الاسلام من
صفحہ ۹ سطر ۲۲ **سوال** آنحضرت کا نماز مین خفیہ امین کہنا **جواب** قال اللہ تع ادعوا ربکم
تضرعاً و خفیۃ فرمایا اللہ جل شانہ نے دعا مانگو پروردگار اپنی سے عاجزی اور آہستگی سے چونکہ آمین دعا
ہی پس آہستہ کہنا اسکا بموجب اس آیت کی ثابت ہوا **فایدہ** سب اہل اسلام کا یہہ عقیدہ ہی کہ
جب ثبوت مسئلہ شرعیہ کا قران سے ہو سکے تو پہر حدیث کی حاجت نہیں لیکن ایک دو حدیثین
واسطے تفہیم عوام کی بہی درج کیجاتی ہین عن وائل بن حجر قال سمعت النبی اذا قرا ولا الضالین فقال
امین خفض بہا صوتہ یعنی سنا مینے کہ حضرت نبی بعد پڑہنے ولا الضالین کے آمین کو آہستہ کہا روایت
کیا اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نی جو استاد ہین بخاری اور مسلم کی اور سند اس حدیث کی صحیح ہی اوپر
شرط بخاری اور مسلم کے قال ابو وائل لم یکن عمر و علی یجہران ببسم اللہ و لا بالتامین یعنے
حضرت عمر رض اور حضرت علی رض بلند نہین پڑہتے تھے بسم اللہ کو اور امین کو روایت کیا اسکو طبرانی نے
اور اسیطرح روایت کیا گیا ہی عبد اللہ بن مسعود سی اور آیت ہم فی صلوتہم خاشعون بہی تائید
کرتی ہے کما لا یخفی علی غیر المتعصب گذرچکی باقی حدیثین اسکی صفحہ ۳۹ مین جبکہ ثابت ہوا آہستہ ہونا
امین کا آیت اور حدیث مرفوع اور اقوال اور افعال صحابہ کبار سے خصوصاً حضرت عمر رض سے جو فرمایا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ حق انکی کے عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلعم ان اللہ جعل الحق علی
لسان عمر وقلبہ رواہ الترمذی فرمایا آنحضرت نے تحقیق کر دیا اللہ جلشانہ نے حق کو اوپر زبان
اور دل عمر رض کی وعن عقبہ بن عامر قال قال رسول اللہ صلعم لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب
یعنی فرمایا آنحضرت نے کہ اگر ہوتا پیغمبر بعد میرے البتہ ہوتا عمر بن خطاب روایت کیا ان دونوں
حدیثوں کو ترمذی نے لکھا عینی نے شرح بخاری میں اور کمال الدین نے فتح القدیر میں کہ حدیث آمین خفیہ
کی صحیح ہے شرط شیخین کے اور ابو العنبس کنیت ہے حجر بن عنبس کے جیسا کہ نقل کیا اسکو عینی نے اہل حدیث
سے اور ہونا کنیت کا اوسکے لیے ابو السکن یہ بھی صحیح ہے اسلیے کہ ایک آدمی کے لیے دو کنیتیں ہونے
میں جیسا کہ بیان کیا گیا ہے اصول حدیث میں پس نہ وارد ہوا وہ اعتراض جو نقل کیا ہے ترمذی میں
امام بخاری سے اور راوی آمین بالجہر نے شعبہ کو جو راوی اخفا کا ہے سردار علم حدیث کا لکھا ہے قال
فی تقریب التہذیب قال سفیان الشعبہ امیر المومنین فی علم الحدیث پس جو شخص باوجود ہونے
آیات و احادیث قویہ کی امام اعظم رح کو بے سند جانیں سخت گمراہ ہیں واللہ اعلم وعلمہ اتم سوال قضا کا
ظاہر اور باطن نافذ ہونا مثلا کوئی شخص کسی کی جورو پر دعوی کرکے جھوٹھی گواہ گذار کر عورت پر قابض
ہو جاوے تو اوس عورت کی ساتھ مدعی کو صحبت کرنی اللہ کے نزدیک جائز نہیں انتہی ملخصا [illegible]
القنوت وترکہ فی الصبح منسوخ یا نہ اقول لا یجوز فی الصبح لما روی الامام عن
عبد اللہ بن مسعود ان رسول اللہ صلعم لم یقنت فی الفجر قط الا شہرا واحدا لم یر قبل ذلک
ولا بعدہ یعنی نہیں قنوت پڑھا حضرت نے بیچ نماز فجر کے کبھی مگر ایک مہینا نہیں دیکھے گئے پہلے اوسکے اور
نہ بعد اوسکے روایت کیا اسکو امام اعظم نے اور روایت کیا شبابہ نے انس بن مالک سے کہ وہ غلطی میں ہیں
وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ حضرت ہمیشہ فجر کے نماز میں قنوت پڑھا کرتے تھے نہیں پڑھا حضرت نے قنوت
مگر ایک مہینا اور صحیحین میں ہے کہ قنوت پڑھا حضرت نے ایک مہینا پھر ترک کیا اور روایت کیا نسائی نے
ابن مالک سے کہ نماز پڑھی میں نے پیچھے رسول اللہ صلعم اور عمر اور عثمان اور علی رض کے پس نہیں قنوت
پڑھا کسی نے قال الحافظ ابو جعفر الطحاوی انما لا یقنت عندنا فی صلوۃ الفجر من غیر
بلیۃ فان وقعت فتنۃ او بلیۃ فلا باس بہ یعنی نہیں مسنون قنوت فجر ہمیشہ حنفیہ مذہب میں
فجر کے بغیر مصیبت کی اور مصیبت کی وقت پڑھنا منع نہیں یہ مسئلہ ملخصا صدر کبیری سے ہوا واللہ اعلم وعلمہ اتم

**قال** والتحقيق المساوات بين وضع الايدى تحت الصدر و تحت السرة
**اقول** بل التحقيق ان يرجح الوضع تحت السرة لان لا دلائل قوية و فى انتصار الاسلام من صفحة ۸۹ **سوال** آنحضرت کا زیر ناف ہاتھہ باندہنا **جواب** عن حجر قال رايت النبى صلى الله عليه وسلم وضع يمينه على شماله فى الصلوة تحت السرة يعنى ديكھا رسول مقبول صلى الله عليه وسلم نے دہنا ہاتھہ اوپر بائين کی نماز مین نیچی ناف کے روایت کیا اسکو ابی شیبہ نے جو استاد ہین امام بخاری اور مسلم کے اور یہ حدیث صحیح ہے اوپر شرط مسلم کے عن ابى جحيفة قال على رض من سنة الصلوة وضع الايدى تحت السرة یعنی کہا علی رض نے سنت ہے نماز مین کہنا ہاتہونکا نیچی ناف کی روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے اور ارباب بصیرت پر ظاہر ہے کہ اس فعل کا لگاؤ طرف خشوع کی زیادہ ہے بہ نسبت رکہنے ہاتہون کی اوپر سینہ کی بایں طریق کہ پہونچایا جاوے ہاتہہ دہنا بائین کہنی تک اور بایان دہنی تک جو اسوقت غیر مقلدین مین مروج ہے کیونکہ اس فعل کا لگاؤ طرف مصارعت یعنی کشتی گیری کے زیادہ ہے پس ہویدا ہوئے اسکو بھی آیت وہم خاشعون کے گذر چکے باب حدیثین صفحہ ۲۸ مین جبکہ ثابت ہوا یہ مسئلہ حدیث مرفوع اور قول حضرت علی رض کی سے جو بحکم مرفوع کی ہے عن سعد بن ابى وقاص قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلى انت منى بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبى بعدى متفق عليه یعنی فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رض کو کہ تیری نسبت میری سے ایسی ہے جیسا کہ ہارون کی موسی سے مگر یہ کہ نہیں پیغمبری بعد میرے کسیکو روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے پس طعن کرنیوالی اس عمل پر بعد اس تحقیق کے سخت گمراہ ہین واللہ اعلم وعلمہ اتم

ماوادريت هذا اقلا الخلك شاكا ان الرسالة المسماة بتنوير العينين لا ينبغى ان تنسب الى عالم لا سيما العالم النحرير المشرف بافضل الفضايل الحافظ الحاج الشهيد مولانا اسمعيل رحمه الله بل هى الا من كلام بعض المتعصبين المبالغ فى التعصب غاية فعلم ان فى اتباع التنوير بعد كشف الرين شوب من النصرانية فتدبر اقول قولى هذا واتوكل فى كل باب على ملهم الصدق والصواب اختتام هذه الرسالة كان يوم الثلثاء السابع

والعشرين من الجمادى الثانی من سنة ست وتسعين بعد الالف والمائتين من الهجرة النبوية على صاحبها الصلوٰة والسلام واسال الله ان يجعلها من الباقيات الصالحات وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام على سيد المرسلين وعلى آله وصحبه اجمعين ۰

سنة ۱۲۹۶

تمت

بسم الله الرحمن الرحيم

والقول بجواز بيع الحبوب وغيرها من المثليات نسيئة باقل من سعر البلد نقدا استدلالا بقول صاحب الهداية لان الثمن يزداد بازدياد الاجل ليس بشئ لكونه مورثا للربيبة المنهيتين ولان كل قرض جر نفعا فهو حرام بخلاف بيع الحيوانات نسيئة باكثر الثمن لان باختلاف اثمانها اختلافا فاحشا لا ينحصر فی النقد والنسيئة لانها قد تختلف باختلاف المتبائعين وان كانا متفقين فی تعجيل الثمن وتاجيله بخلاف بيع الحبوب وهذا مما لا ستره فيه والانكار مكابرة وتعليل صاحب الهداية لا تجری فی المثليات لان بيعها بانتقاص قدر المبيع لا بازدياد الثمن كما لا يخفى على من له دراية فی اسلوب الكلام والله اعلم وعلمه اتم ۰

بسم الله الرحمن الرحيم

والقول بان وجود مثل نبينا صلى الله عليه وسلم متمنع بالذات بعد اتفاقهم على بان عدم العقل الاول ممكن بالذات جهالة فاحشة لان امكانية عدم العقل الاول المستلزم لعدم الواجب ليست اولى من امكانية وجود المثل المستلزم لخلف الوعد كما لا يخفى على من له ادنى دراية فتامل فانه دقيق وبالتامل حقيق والله اعلم وعلمه اتم ۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہین علماء دین ومفتیان شرع متین اس امر مین جو غیر مقلدین قصبہ راہون ضلع جالندہر نے مکان مسجد کا کفار کو قیمتاً واسطے بنانے شوالہ ہنود کے دیدیا چنانچہ ہنود نے فی الفور معبد خانہ اپنا بنالیا آیا یہہ امر شرعاً درست ہے یا نہ

بینوا توجروا فقط

جواب - یہہ امر شرعاً ہرگز درست نہین - قال اللہ تعالی ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ وسعی فی خرابہا الآیۃ ویکن ادعی جملیۃ فعلیہ البیان واللہ اعلم وعلمہ اتم

الراقم خادم الطلباء محمد

فہرست کتب موجودہ مطبع رحیمیہ



موطاء امام محمد قیمت عہ

استبصار الاسلام درجواب نظام الملتہ وبلاغ المبین اشتہار غیر مقلدین قیمت ۵

تنبیہہ المفسدین بزبان پنجابی قیمت ار

ترجمہ دلیل القوی علی ترک القراۃ للمقتدی قیمت ۲؍

ظہور الایمان فی تنزیہہ الرحمن بیچ رد رسالہ استواء علی العرش قیمت ۳؍

جواب اشتہار غیر مقلدین قیمت ار

اشتہار

کوئی صاحب اس رسالہ کو بدون اجازت مصنف کے طبع نکرے

در مطبع رحیمی منشی عصمت اللہ واقع دوکان مسجد مولوی عبد القادر صاحب مرحوم

سنہ ۱۲۹۶ ہجری مطبع شد قیمت ۳؍